زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

جنوری، فروری، مارچ 2013ء

اداریہ

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ءکو قادیان کی ایک گمنام بستی کا باشندہ لدھیانہ میں خدا کے حکم سے تجدید دین کے لئے مبعوث ہو کر دین کے جان نثاران کی بیعت لے رہا تھا۔اس طرح سے یہ ایک تخم تھا جو خدا کے حکم سے اور خدا کے ہاتھوں سے بویا گیا۔اس کے بعد اس پر حوادث کی آندھیاں چلیں،نفرتوں اور بغضوں،حسد اور کینوں کے طوفان اٹھائے گئے۔مصیبتوں اور ہلاکتوں کے پیروں تلے اس بیج کو روندا گیا اور آج تک ہو رہا ہے لیکن ہوا وہی جس کا خداوند نے فیصلہ کیا تھا۔یہ بیج بڑھا،پھلا اور پھولا اور کوئی نہ اس کو روک سکا۔

خدا کی یہ تائید و نصرت اور نشانات و معجزات کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔اب بھی جاری و ساری ہے اور اس سطح ارض پر ہر روز طلوع ہونے والا سورج اسلام احمدیت کی صداقت کا ایک نشان بن کر طلوع ہوتا ہے کیونکہ خدا کی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرفت بتائی گئی تھیں وہ پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

جماعت احمدیہ لحہ بہ لحہ ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔اور یہ سلسلہ نہ رکنے والا اور نہ تھمنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور اسکی بے انتہا رحمتیں جماعت احمدیہ کی تاریخ کے ایک ایک دن پر محیط ہیں۔

جماعت احمدیہ کی ترقی ہم پر یہ ذمہ داری بھی ڈالتی ہے کہ ہم اپنے فرائض کی ادائیگی میں پہلے سے کہیں بڑھ چڑھ کر منہمک ہو جائیں۔دعوت الی اللہ کی مہم اور حضرت امام جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام ارشادات کے ہر ہر لفظ پر لبیک کہنے والے بن جائیں۔آمین۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم

جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار (از درثمین صفحہ ۱۲۶)

☆☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

زینب

سہ ماہی

جنوری، فروری، مارچ ۲۰۱۳ء

سرپرستِ اعلیٰ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب
(امیر جماعت احمدیہ ناروے)

زیر نگرانی مکرمہ بشریٰ خالد صاحبہ
(صدر لجنہ اماء اللہ ناروے)

مجلس ادارت

مدیرہ حصہ اردو، کتابت منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصہ نارویجن مہرین شاہد صاحبہ

پرنٹنگ محترمہ بلقیس اختر صاحبہ

شائع کردہ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren bullsveien 1

1051 Oslo

Tlf: 22 44 71 88

Fax: 22 43 78 17

فہرست مضامین

اداریہ ۲
القران الکریم ۳
حدیث ۳
کلام حضرت مسیح موعودؑ ۴
خطبہ جمعہ حضور انور ۵
حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت اَولاد ۶
حضرت مصلح موعودؓ کا علم القرآن ۹
ایک ضروری گزارش ۱۲
صاحبزادی امتہ المتین صاحبہ کا دورہ ناروے ۱۳
حضرت آپا جان سے ناصرات کے سوال وجواب ۱۴
نظم ۱۷
حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت ۱۸
نماز میں حصولِ لذّت ۲۰
صحت کارنر ۲۲
اعلان برائے جامعہ احمدیہ ۲۵
بزم ناصرات ۲۶
پکوان ۔ دعائیہ اعلانات ۲۸
کچھ یادیں کچھ باتیں ۲۹
پیغام ۳۲

☆☆☆☆☆☆☆

القرآن الکریم

سورة الجمعة آیت ۱ تا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○
یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ○

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے۔
اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے، قدّوس ہے، کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے

ھُوَالَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡھِمۡ وَ یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ ۭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ○

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ؕ وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ○

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

۱ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری اور سابقہ نبیوں کی مثال اس محل کی طرح ہے جس کی تعمیر بڑے خوبصورت انداز میں ہوئی لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ لوگ اس محل کو گھوم پھر کر دیکھتے اور اسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے لیکن دل میں کہتے یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ پس میں ہوں جس نے اس اینٹ کی جگہ کو پر کیا میرے ذریعہ یہ عمارت تکمیل میں اعلیٰ اور حسن میں بے مثال ہوگئی ہے اسی لئے مجھے رسولوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔ اب میرے ذریعہ ہی سارے فیضان تقسیم ہوں گے۔
ایک اور روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا خاتم ہوں یعنی انبیاء کی زینت ان کا روحانی ارتقاء میرے وجود سے ہے اور میرے ہی فیضان کے وہ حامل ہیں۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۶۸)

☆☆☆☆☆☆☆☆

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یادرکھو کہ کوئی پاک نہیں ہوسکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مرجاوے تب تک سچی تقویٰ حاصل نہیں ہوتی۔اس کیلئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہئے اب سوال ہوسکتا ہے کہ اسے کیسے طلب کرنا چاہئے۔تو اس کیلئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ یا اس کھڑکی کو بند کرے یا بدبودار شے کو اٹھا کر دور پھینک دے پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اس کیلئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطاء الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا اس کا نام تدبیر ہے جو ہر مسلمان کا فرض ہے۔ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہوجاتا ہے جس میں یورپ ہے۔تدبیر اور دعا کا پورا حق ادا کرنا چاہیے۔تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شے ہوں۔فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گا جب تک آنسو نہیں۔سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے جو دعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ایک دن اور رات جس کی دعا سے خالی ہے وہ شیطان سے قریب ہوا ہر روز دیکھنا چاہیے کہ جو حق دعاؤں کا تھا وہ ادا کیا یا نہیں۔''

(ملفوضات جلد سوم صفحہ ۵۹۱)

مرسلہ نسیم منیر

تجدید دین

اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ (برکات الدعا صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعودؑ کے چند فارسی اشعار کا ترجمہ

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے

بار گنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس رہ سے تم ملو مجھے اس رہ پہ ڈال دو

اک نور خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہ ظاہر و پنہاں کو بخش دو

بس اک نظر سے عقدہ دل کھول جایئے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنایئے

ہے قابل طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز

دونوں جہاں میں مایہ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

از درّ عدن صفحہ ۳۷۔۳۸

بکھرے موتی

ہر وقت یہ خیال رکھنا کہ کہیں تیری زبان کی تلوار کسی کا دل زخمی نہ کردے۔

خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

جس چیز کا علم نہ ہو اسے مت کہو،جس چیز کی ضرورت نہ ہو اس کی جستجو مت کرو،جس راستے کا پتہ نہ ہو اس پر سفر مت کرو۔

احسان ایسی نیکی ہے جس کا انسان کو بہت جلد اور بہت زیادہ ثواب ملتا ہے

دینی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں شہید کا مقام اور حقیقی مومن کی خصوصیات

شہید وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوّت پاتا ہے حقیقی مومن کا مقصد ایک زندگی قربان کرنا نہیں بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز ۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء

حضور انور نے اس خطبہ جمعہ میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں شہید کی حقیقت اور مقام و مرتبہ بیان فرمایا اسی طرح ایک حقیقی اور سچے مومن کی خصوصیات بیان فرمائیں اور پھر ان خصوصیات کا حامل ہونے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ہر احمدی کو تلقین فرمائی۔ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں کہ شہید ہونیکی خواہش کیوں کی جاتی ہے۔ اسکے بجائے مخالف پر فتح پانے کی دعا کا کیوں نہیں کہتے، فرمایا کہ بے شک فتوحات اور کامیابی الٰہی جماعت کو ہی حاصل ہونی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں اور فتوحات کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس کے آثار بھی دیکھ رہی ہے۔ مگر ہمیشہ یاد رکھیں کہ بڑے مقاصد کے حصول کیلئے بہر حال قربانیا ں بھی دینی پڑتی ہیں۔ جان کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے۔

حضور انور نے شہید کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص صدقِ دل سے شہادت کی تمنّا کرے اللہ تعالیٰ اسے شہید کے زمرے میں داخل کرے گا، خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس ایک حقیقی مومن کی زندگی کا مقصد صرف ایک دفعہ کی زندگی قربان کرنا نہیں بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصولِ کی کوشش ہے اور ہر قربانی کیلئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت سکینت کی قوّت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔ جان کی قربانی دینے سے ایسی لذّت اور سرور اسکی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جوان کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جو اس کو پیس ڈالے اس کو پہنچتی ہے، اس کو ایک نئی زندگی، نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے

حضور انور نے فرمایا کہ پھر شہید کا لفظ شہد سے بھی نکلا ہے۔ جو لوگ عبادت کرنے میں مشقت اٹھاتے اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے اور جھیلنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنے والے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہید اس درجے اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور حسن لازوال کو دیکھ لیتا ہے۔ شہید کا مقام تب ملتا ہے جب تکلیف برداشت کر کے خدا تعالیٰ کی عبادت انسان کرے اور ہر دنیاوی آرام کو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی عبادت پر قربان کر دے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ایک انسان کو نہ صرف برائیوں سے روکے گا بلکہ نیکیوں کی طرف بھی متوجہ کرنے کا باعث ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اصل شہادت دل کی کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیت خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت ایک سچّائی ہے اور یہی سچّائی احمدیوں کو بہت سے ممالک میں مشکلات میں گرفتار کئے ہوئے ہے۔ لیکن احمدی پھر بھی ایمان پر قائم ہیں۔ حضور انور نے اسائیلم سیکرز کو اپنے کیس کے معاملے میں ہمیشہ سچ پر مبنی اپنا مؤقف پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ملکوں میں سچائی کی ابھی بھی بہت قدر ہے۔ فرمایا کہ کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہ لیں۔ پس اپنے خدا کی رضا کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں، دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی، قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔ حضور انور نے قرآن میں بیان ایک مومن کے معیار اور خصوصیات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جب یہ خصوصیات ایک مومن میں ہونگی تو چاہے وہ طبعی موت مرا ہو شہادت کا رتبہ پاتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ۱۸ دسمبر ۲۰۱۲)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی تربیتِ اولاد

(اَمتہ الحسن صاحبہ کرستیان ساند)

خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اُسے سمجھ بوجھ عطا فرمائی۔ انسان کو بُرے بھلے کی تمیز سکھائی۔ ہمارے لئے نبی مبعوث فرمائے۔ آج کے دور میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ذریعے ہماری راہنمائی فرمائی۔ جہاں تک بات تربیتِ اولاد کی ہے تو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا اندازِ تربیت نہایت ہی دلکش تھا۔

تربیتِ اولاد کے بارے میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
" اولاد کی خواہش تو لوگ بہت کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیّت اور اُن کو عمدہ اور نیک چال چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعیٔ اور فکر کریں۔ نہ کبھی اُن کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ ہی مراتبِ تربیت کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ میری تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین تو ایسے بھی ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی سیکھنے لگتے ہیں تو اُن کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد 2 ص 373,372)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام بچوں کی تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ آپؑ کی زبان میں معجزانہ اثر تھا۔ آپ نہ تو بات بات پر ٹوکتے، نہ شوخیوں پر جھڑکتے، بلکہ نہایت نرمی سے فرماتے یوں نہ کرو۔ اور پھر یہ بات بچے کبھی نہ بھولتے۔ اس بارے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ دُختر حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتی ہی کہ ''ایک دفعہ حضور کی طبیعت ناساز تھی اور حضور بستر پر بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے۔ دوسرے دن میں نے بھی بستر پر بیٹھ کر نماز پڑہی اسی دوران آپ علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو ہنس پڑے اور فرمایا بچی ہے اس نے مجھے بستر پر نماز پڑھتے دیکھا لیکن اس کو علم نہیں ہو سکا کہ ایسا تو میں نے بیماری کی وجہ سے کیا تھا۔ اس طرح سے آپ نے یہ بات میرے کان سے گزار دی۔'' (مصباح مارچ ۲۰۱۰ء صفحہ ۱۶)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے جس کی مدد سے بچے کی عمدہ رنگ میں تربیت ہو۔

بچوں کی اصلاح اور تربیت کے لئے دعا ایک بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ تربیت اولاد کے ضمن میں حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں۔" جس طرح اور جس قدر بچوں کو سزا دینے کی کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو اپنا شعار بنالیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ میں تو اپنے بچوں کے حق میں ہر وقت دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب کے سب دین کے خادم بنیں۔"

(مصباح دسمبر ۱۹۹۴)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنی اولاد کیلئے جس طرح دعائیں کرتے تھے آپؑ کی نظم اور نثر دونوں ہی اس بات کی گواہی دیتی ہیں اور یہ دعائیں ابراہیمی دعاؤں کی یاد دلاتی ہیں۔ حضرت مسیحِ موعودؑ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ھے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ھے

حضرت مرزا اسماعیل بیگ صاحبؓ حضور علیہ السلام کی تربیت کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام ایک دن کچھ اصحاب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواکیں بنا لیں۔

صاحبزادہ محمود احمد بھی ساتھ تھے چھوٹی عمر تھی کسی نے ان کو بھی ایک مسواک دے دی۔ انہوں نے بچپن اور بے تکلّفی کی وجہ سے حضورؑ سے بھی ایک دو دفعہ کہا ابّا مسواک لے لیں) مگر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا!

''میاں پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ کس کی اجازت سے مسواکیں لی ہیں۔ یہ بات سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔''

یہ واقعہ ایک انوکھا اندازِ دلکشی لئے ہوئے ہے اور اس لائق ہے کہ اصولِ تربیت کے مضمون میں اسے سنہری حروف میں رقم کیا جائے سڑک پر گرے ہوئے کیکر کے درخت سے مسواکیں کاٹ لینا کوئی ایسا اخلاقی جرم نہیں کہ اسے چوری کی حدود میں داخل سمجھا جائے۔ بچے کے مکرّر سوال کے جواب میں ایک چھوٹا سا سوال کر دیتے ہیں" **میاں ہمیں یہ تو بتا و کہ کس کی اجازت سے مسواکیں حاصل کی گئیں ہیں**" کوئی اپنی نیکی کا عُجب نہیں، کوئی رَعُونت نہیں، نصیحت نہیں، کوئی خشُونت نہیں، مسکراتے ہوئے نرم الفاظ کے لبادے میں ملائم یہ سوال ہے۔ میاں ہمیں یہ تو بتاؤ۔۔

(سوانح فضلِ عمر جلد اوّل ص ۸۲۔۸۳)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رفیق حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں ''ایک دفعہ حضرت صاحبؑ لُدھیانہ میں قیام فرما تھے میں بھی وہیں تھا محمود کوئی تین برس کا ہوگا گرمی کا موسم تھا۔ مردانہ اور زنانہ میں دیوار حائل تھی آدھی رات کا وقت تھا۔ جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے کی آواز آئی۔ حضرت صاحب اسے گود میں لیے پھرتے ہیں وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا۔ آخر آپ نے کہا دیکھو محمود وہ کیسا تارہ ہے۔ بچے نے نئے مشغلے کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہو کر پھر سے وہی رونا اور چلاّنا اور کہنا شروع کر دیا "ابّا تارے جانا" یعنی ابّا میں تارے پر جاؤں گا۔ (ناقل) کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا آپؑ کا اپنے آپ سے گفتگو کرنا اچھا معلوم ہوا۔ (ہم نے ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضِد کی راہ نکال لی۔) آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا چُپ ہو گیا مگر اس سارے عرصے میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔'' سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ ۷۵۔۷۶)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اپنی اولاد کے خراب ہونے کا کیا ڈر ہونا چاہیے تھا آپ کی اولاد تو خدائی بشارت سے پیدا ہوئی اور خدا تعالیٰ نے ان کے لئے موعود وعدے بھی فرمائے تھے اس کے باوجود حضورؑ کی تربیت کے انداز ہی انوکھے تھے۔

آپ کی تربیت کا انداز بالکل ہی منفرد اور نہایت ہی دلکش تھا۔ بعض مواقع پر آپ اپنے بچوں سے سختی سے بھی پیش آتے رہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ جہاں تک اِن امور کا تعلق آپ کی اپنی ذات تک محدود تھا آپ نے سختی نہ کی اور نہایت حِلم اور بُردباری سے معاملہ رَفع کرتے۔ مگر جہاں تک امورِ دینیہ کا تعلق ہے یا ایسی غلطیوں کا سوال ہے جن کے نتیجے میں اخلاق پر بُرا اثر پڑنے کا خطرہ ہو سکتا تھا وہاں آپؑ نے موقعہ محَل کے مطابق کبھی نرمی اور کبھی سختی سے بھی اس طرف توجہ دلائی۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''ایک دفعہ ایک کُتّا ہمارے دروازے پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا اندر کمرے میں صرف حضرت صاحبؑ تھے۔ میں نے اس کُتّے کو اشارہ کیا اور کہا ٹیپو، ٹیپو، ٹیپو ۔ حضرت صاحبؑ بڑے ہی غصے سے باہر نکلے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی انگریز نے تو اپنی دُشمنی کی وجہ سے اپنے کُتّوں کے نام ایک صادق مسلمان کے نام پر (ٹیپو) رکھ دیا اور تم ان کی نقل کر کے کُتّے کو ٹیپو کہتے ہو خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ آپؓ فرماتے ہیں میری عمر اس وقت آٹھ نو سال کی ہوگی وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر ٹیپو سلطان کی محبت قائم ہوگئی۔

(سوانح فضلِ عمر ص78)

اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا اِمتیاز کرنا حِلم کی تعریف نہیں وہاں حضرت مسیحِ موعودؑ کی بے پناہ دینی اور قومی حَمیّت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ بچہ جو آپ کے نہایت محنت سے لکھے ہوئے قیمتی مُسوّدات کو جن پر خدا جانے کتنے گھنٹوں یا راتوں کی محنت صرف فرمائی ہوگی آن واحد میں ماچس کی تیلی دکھا کر خاکستر کر دیتا ہے اُس کا یہ فعل تو آپ برداشت فرما لیتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان سلطان جو قومی حَمیّت میں شہید ہوا اور جس کے ساتھ آپ کا اسلام کے سوا کوئی رشتہ نہ تھا اس کے نام کو ایک بچے کی

لاعلمی کی بناء پر بھی اس رنگ میں لینا جس سے اُس کی تحقیر ہوتی ہو۔آپ سے برداشت نہ ہوا اور اس طرف توجہ دلائی ۔ یہ فرق بہت اہم اور تربیّت کر نے والوں کے لئے اس میں گہرا سبق ملتا ہے کہ حلم کی حدود کہاں جا کر ختم ہو تی ہیں اور سختی کے تقاضے کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔

(سوانح فضل عمر۔جلد اول ص 78)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں خدا تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ

میری اولاد کو تو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرۂ تاباں تیرا

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں!

” اولاد کے لئے خواہش ہوتی ہے کیونکہ بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے۔مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون۔سب ہی تیرے لئے تو غیر ہی ہیں۔اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔“

(مصباح نومبر ۲۰۱۰ء)

خدا کرے کہ ہم حضرت مسیحِ موعودؑ کی اِن تمام نصیحتوں اور باتوں پر عمل کر کے صحیح رنگ میں اپنی اولاد کی تربیت کرنے والے ہوں اور اپنی اولاد کو نیک اور خادمِ دین بنانے والے ہوں۔ (آمین)

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کرے۔جماعت ناروے نے نفلی روزہ کیلئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔

جزاکم اللہ

اولاد کے حق میں دعا

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے — تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے — زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے — ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے — وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
عجب محسن ہے تو بحر الایادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِیْ

نجات ان کو عطا کر گندگی سے — برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے — بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِیْ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال — نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجّال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال — نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
یہی امید ہے دل نے بتا دی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِیْ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ — نہ آوے ان پر رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ — مرے مولیٰ! انھیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِیْ

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا — مصیبت کا، الم کا، بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا — جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سُنا دی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِیْ

(از درثمین اردو صفحہ ۴۷۔۴۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا علم القرآن

مریم مسلم مجلس کلوفتہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید (سورۃ واقعہ آیت ۸۰) میں فرماتا ہے۔ (لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ" کیوں کہ یہ اس پاک ذات کا کلام ہے جو خود بھی پاک ہے اور پاکوں کو محبوب رکھتا ہے۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا (دُرِّثمین صفحہ ۳)

اس کلام الامام میں اس بات کی طرف ہی اشارہ ہے کہ اگرچہ قرآن کا نور تو ظاہر و باہر ہے مگر ان نوروں کے مشاہدے کے واسطے وہ بینا آنکھ بھی چاہیئے جس میں دیکھنے کی صلاحیت ہو۔ اس لئے قرآنی علوم اسی کو عطا کئے جاتے ہیں جو مطہرین میں سے ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بلاشبہ انہی نورانی وجودوں میں سے ایک بے نظیر وجود تھے۔ آپ خدا تعالیٰ کے راست باز اور بے حد محبوب بندوں میں سے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود کی مبارک اولاد میں سے وہ فرزند ارجمند ہیں جن کے علمی اور روحانی مقام کے بارے میں پیش گوئی مصلح موعود میں پہلے سے اطلاع دے دی گئی تھی۔

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔۔۔ اور وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا" (از پیش لفظ سوانح فضل عمر مؤلفہ حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ جلد اوّل)

آپؓ کی زندگی کے مقاصد میں سے ایک بہت بڑا مقصد قرآنی علوم کی عظمت کو دنیا کے سامنے لانا اور ان علوم کی اہمیت کو دنیا کے سامنے اجاگر کرنا تھا۔ یہ کام ایک عاشق قرآن ہی کر سکتا تھا اور آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کو احسن ترین طریق پر کیا۔ صرف سورۃ فاتحہ ہی کے ایک ایک لفظ کی تفسیر میں آپ نے علم و عرفان کے دریا بہا دئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ "کم عمری ہی میں آپ نے ایک رویاء میں دیکھا کہ آپ کو سورۃ فاتحہ کے معانی سکھائے گئے، آپ پر قرآنی علم تفسیر کے حیران کن امور و رموز آشکار کئے گئے۔" (تفسیر القرآن جلد اوّل صفحہ ۶)

آپ نے تفسیر القرآن میں علم کے مختلف پہلوؤں یعنی روحانی، سائنسی اور تاریخی پر سیر حاصل روشنی ڈال کر پُر حکمت تفسیر قرآن کا بے مثال قلمی جہاد کیا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ "یہ رویاء اصل میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیج کے طور پر قرآنی علوم کا خزانہ میرے دل اور دماغ میں رکھ دیا ہے۔" (سیرت مصلح موعودؓ جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

"قرآن جو بند کتاب مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا، خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے یہ کتاب ہمارے لئے کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر کھولے جاتے ہیں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جو قرآن کے خلاف آواز اٹھاتا ہو اور اس کا جواب خدا تعالیٰ مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو"۔

(پروگرام ایم ٹی اے سیرت مصلح موعود)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ " جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (سورہ الفرقان آیت ۵۳)

یعنی کہ اس قرآن کے ذریعہ سے جہاد کرو، یہی آپ کی سب سے بڑی تلوار ہے۔ اسی حکم پر عمل کر کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تبحر علمی سے تمام دنیا کو بہرہ ور کرنے کا کام آخر دم تک جاری رکھا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ "میرے علم کے تین ماخذ ہیں۔ قرآن کریم، آنحضرت صل اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات اور حضرت مسیح موعودؑ۔ مزید آپؓ آگے چل کر اپنے استاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ذکر میں فرماتے ہیں

کہ قرآن کے علوم کو آپ کے وجود میں جذب کرنے میں اس عاشق قرآن کا بھی بہت ہاتھ تھا۔" (سیرت مصلح موعودؓ جلد سوم صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۵ تالیف عبدالباسط شاہد)

میں اس مضمون میں آپکی تفسیرات میں سے چند ایک کا ذکر کروں گی۔

آپؓ فرماتے ہیں "قرآن پڑھتے وقت تلاوت شروع کرنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ" پڑھنے میں اور "فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللہِ" (سورۃ النحل آیت ۹۹) کے حکم میں دو پناہیں شامل ہیں۔ ایک پناہ اس بات سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے دل کی کسی بیماری کی وجہ سے یا کسی بدصحبت کی وجہ سے یا کسی گناہ کی سزا کے نتیجے میں یہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم جو قرآن میں بیان کیا گیا ہے تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور دوسرے اس بات سے کہ تم اس تعلیم کو سمجھنے سے قاصر رہو اور کوئی شر کا پہلو تمہارے لئے پیدا ہو جائے۔ اس طرح آپ نے اس پر حکمت تفسیر میں اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہم دعا کو صرف رٹ کر یا بغیر سوچے سمجھے پڑھنے کے بجائے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس پاک تعلیم کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوار لیں۔"

(تفسیر کبیر باب اعوذ پڑھنے کی اہمیت صفحہ ۱)

آپؓ (سورۃ المومنون کی آیت ۱۳) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے انسان کی شکل میں خدا تعالیٰ کی تخلیق کا ذکر نہایت لطیف طریق سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رحم میں مختلف شکلیں اختیار کرتا ہوا انسان کیسے روح اور گوشت پوست کا ایک مجموعہ بن جاتا ہے۔ اور جیسے پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ اسکے ہر عمل پر قدرت رکھتا ہے بعد میں بھی وہ اسکی جسمانی اور روحانی ارتقاء پر قادر ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)

فضائل قرآن کے مضمون کے بیان میں آپ فرماتے ہیں کہ جسمانی نشو و نما کی طرح روحانی نشو و نما کے مدارج ہیں۔ سورۃ المؤمنون آیت ۱۵ "فَتَبٰرَکَ اللہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ" جسم کی ترقی کے مدارج پر خدا تعالیٰ کے خلق کے کمال کو بیان کرتی ہے اسی طرح روحانی ترقی کے مدارج کو بھی بیان کرتی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۹)

آپؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں ایک لطیف ظاہری توازن ہے۔ اس کی عبارت نثر ہے مگر نظم کے مشابہ ہے۔ اس خوبی کی وجہ سے حفظ کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور پڑھنے سے ایک ربودگی طاری ہوتی ہے۔

(انوار العلوم، فضائل قرآن حصہ دوم جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۲)

حضور فرماتے ہیں "کہ "لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ہ" کے ایک لطیف معنی مجھے خدا تعالیٰ نے سمجھائے ہیں۔ آپ نے اسکے ایک معنی یہ کئے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے سچے ماننے والوں کو اس دنیا میں ہی انعامات کا وارث بنا دیتا ہے اور ایسے لوگ اس طرح سے ہدایت الٰہی پر سوار ہوں گے کہ ان کی سواری کا رخ اسی طرف ہوگا جس طرف سوار کا ہوگا، اسکا مطلب ہے کہ صرف مطہر لوگ ہی قرآن کے فیوض سے حصہ پاتے ہیں کیونکہ وہ ہدایت پر سوار ہوتے ہیں۔" (انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۵)

اس سلسلے میں حضور بعض صوفیاء کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کہ قرآن کے مضامین کا مس یہ بھی ہے کہ ابن عربی نے بیان کیا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ دنیا کئی لاکھ سال سے ہے اور بنتی چلی آرہی ہے۔ جبکہ لوگ دنیا کی عمر کے بارے میں عجیب عجیب نظریات رکھتے تھے۔"

(انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۹)

آگے چل کر اسی سائنسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپؓ مزید لکھتے ہیں "کہ بارش اور بادلوں کے بارے میں لوگوں کا علم بے حد عجیب خیالات پر مبنی تھا، جبکہ قرآن کہتا ہے کہ پانی سے بخارات ہوائیں اٹھاتے ہیں اور بادل بوجھل ہوتے اور برستے ہیں۔" (انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۱۰)

قرآن کریم کے علوم کو ایک عام فرد کے لئے عام فہم کرنے میں آپ نے جو عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اس سے نہ صرف آپکی جماعت کے لوگوں کی روحانی اور علمی تربیت ہوئی بلکہ مخالفین کو بھی انہی مضامین سے استفادہ کئے بغیر چارہ نہیں۔

سورہ کہف کی تفسیر میں آیات کی اس قدر خوبصورت تفسیر کرتے ہوئے ان کی شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "چند علماء اور مستشرقین کی عجیب وغریب باتیں اس معاملے میں بالکل غلط ہیں۔ یہاں پر آپ نے تاریخی دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت ابن عباس

جن سے یہ روایات منسوب کی جاتی ہیں وہ اس سورہ کے نزول کے چند سال بعد پیدا ہوئے اور اسکے نزول کی وجہ کے شاھد نہیں ہو سکتے۔ آپؓ نے فرمایا کہ قرآن کی کسی سورہ کے نزول کی وجہ یہ ہوگز نہیں ہو سکتی کہ جیسا کہ یہ مفسرین کہتے ہیں کہ یہودیوں نے چند سوال کئے اور جواب آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں آنے والے زمانوں کے لئے پیش گوئیاں ہیں جو اپنے زمانوں کے حساب سے پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

(تفسیر سورۃ کہف از تفسیر کبیر صفحہ ۴۰۵۔۴۰۶)

ان چند امور کی تفسیر کے علاوہ جو اس مضمون میں بیان کی گئی ہیں اسلامی شریعت نے معاشرت کے سلسلے میں جو اصول دئے ہیں آپ نے ان کی بھی ایسی تفسیر بیان فرمائی جس کے تحت انسانی فطرت کے مطابق ایک خوبصورت اور پر امن معاشرہ کے قیام کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ کہتے ہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ قرآن کریم بھی ہر زمانے میں پھل دیتا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنا تازہ کلام نازل کرتا رہتا ہے۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ آپؓ پر بھی انہی علوم کا نزول ہوا جس سے ایک خلقت نے استفادہ کیا۔ آپؓ نے مخالفین کو مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا ''اس پاک علم کی طاقت سے آپ روحانی جنگوں میں مخالفین کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

(سیرت مصلح موعودؓ جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ تا ۱۵۵ تالیف عبدالباسط شاہد)

آخر میں اپنے اس مختصر مضمون کو میں آپ رضی اللہ عنہ کے اس دعائیہ شعر پر ختم کرتی ہوں۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے" (کلام محمود صفحہ ۲۵۳)

در ایام کرب

مولا سموم غم کے تھپیڑے پنہ! پنہ!
اب انتظامِ دفعِ 'بلیّات' چاہیے

جھلسے گئے ہیں سینہ و دل جاں بلب ہیں ہم
جھڑیاں کرم کی، فضل کی برسات چاہیے

مانا کہ بے عمل ہیں نہیں قابل نظر
ہیں ''خانہ زاد'' پھر بھی مراعات چاہیے

پل مارنے کی دیر ہے حاجت روائی میں
بس التفاتِ قاضیٔ حاجات چاہیے

اتنا نہ کھینچ کہ رشتہ امید ٹوٹ جائے
بگڑے نہ جس سے بات وہی بات چاہیے

در عدن صفحہ ۶۷

بلیات: بلائیں خانہ زاد: لونڈی کا بچہ (انکساری کا جملہ)

گمشدگی رسیدات:

تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ چندہ جات ادا / وصول کرنی ایک سو انتیس (۱۲۹) رسیدات گم ہو گئیں ہوئی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل

1. KV. Bok No. 88 --Kv.No . 34351 til 34400 (Khuddamul Ahmadiyya)
2. KV. Bok No. 96 -----Kv.No . 34751 til 34800 (Khuddamul Ahmadiyya)
3. KV. Bok No.234 ----Kv.No . 41673 til 41700 (Lambertseter Jamaat)

اگر ان رسیدات میں سے چندہ ادا / وصول کیا ہو تو فوراً نیشنل محاسب (نصیر احمد صاحب) کو مطلع کریں۔

(نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے

ایک ضروری گذارش

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ** (البقرۃ:153) پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

حضرت محمد ﷺ کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے گذری ہے۔ آپ ﷺ تو ایسے لمحوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ اپنے رب کا شکر ادا کرسکیں۔ روایت میں آتا ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو مجھے اپنا شکر بجالانے والا اور بکثرت ذکر کرنے والا بنا دے۔ (ابوداؤد از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 196)

خدا تعالیٰ ہمیں بھی ہر روز ایسے بے شمار مواقع عطا کرتا ہے جب ہم اس کا شکر ادا کر کے عبدِ شکور بن سکتے ہیں مثلاً:

☆ روزانہ صبح اٹھ کر اس بات کا شکر ادا کریں کہ رات خیر و عافیت سے گذری ہے۔

☆ سونے سے پہلے اس بات کا شکر ادا کریں کہ دن خیریت سے گذر گیا ہے۔

☆ کوئی خدمت چاہے وہ دین کی ہو یا دنیاوی کا موقع ملے تو اس بات پر شکر کریں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ورنہ ”درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار“

☆ کوئی قربانی کریں چاہے وہ مالی ہو یا جسمانی تو شکر ادا کریں۔

☆ کوئی نئی چیز خریدیں تو یہ نہ کہیں کہ میں نے سیل سے خریدی ہے یا اتنے عرصے سے بچت کر رہی تھی بلکہ یہ کہیں کہ خدا کے فضل سے ملی ہے۔

☆ سفر سے واپسی پر خیریت سے پہنچنے پر شکر ادا کریں۔

☆ خود کو یا بچوں کو پڑھائی میں یا جماعتی طور پر کوئی اعزاز ملے تو اس کو ذہانت یا اپنی محنت کو داد دینے کی بجائے خدا کا فضل سمجھیں۔

☆ ہر روز اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے شکر ادا کریں۔ کیونکہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔

اور ان نعمتوں کا اظہار بھی کریں ”حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دیکھے یعنی خوشحالی کا اظہار اور توفیق کے مطابق اچھا لباس اور عمدہ رہن سہن اللہ تعالیٰ کو پسند ہے بشرطیکہ اس میں تکبّر اور اسراف کا پہلو نہ ہو۔“

(ترمذی کتاب الادب از حدیقۃ الصالحین صفحہ 713)

☆ ہمیں اس ملک میں مذہبی طور پر جو آزادیاں میسر ہیں ان کا شکر ادا کریں کیونکہ ہمارے اپنے دنیا کے مختلف ملکوں میں اس نعمت سے محروم ہیں۔

☆ خدا تعالیٰ نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت عطا کی ہے اس پر شکر ادا کریں۔

☆ وہ لوگ جنہوں نے زندگی کے کسی میدان میں ہماری کسی بھی قسم کی مدد کی ہو، راہنمائی کی ہو، مشورہ دیا ہو یا جماعتی کاموں میں ساتھ دیا ہو ان کا شکریہ ادا کریں۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے اللہ تجھے اس کی جزائے خیر اور اس کا بہتر بدلہ دے تو اس نے ثناء کا حق ادا کر دیا یعنی ایک حد تک شکریہ کا فرض پورا کر دیا۔ (ابوداؤد از حدیقۃ الصالحین صفحہ 715)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی نعمت پر بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ اور نعماء الٰہیہ کا ذکر کرتے رہنا بھی شکر گذاری ہے۔ (مسند احمد بن حنبل از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 209)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمدللہ کہہ دینا سچّا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گذاری اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تُم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 78)

خدا کرے کہ ہم صحیح معنوں زندگی کے ہر لمحے میں خدا تعالیٰ کے شکر گذار بندے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

<u>از طرف شعبہ تربیت لجنہ اماء اللہ</u>

چاند اُترا ہے صحنِ غریباں میں آج
صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کا دورہ ناروے

لجنہ اماء اللہ ناروے کی خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے وہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت ہستی سے ملنے کی سعادت پا سکیں۔
صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ جو کہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ (چھوٹی آپا) کی بیٹی ہیں اپنے ذاتی دورہ میں نارتھ کیپ کی سیر کے لئے براستہ اوسلو تشریف لے جا رہی تھیں۔ صدر صاحبہ نے پُرزور اِصرار کیا کہ ہماری نوجوان بچیوں کو بہت کم موقع ملتا ہے خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت افراد سے ملنے کا لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ آپ تھوڑا سا وقت ان کے لئے ضرور دیں۔ جسے صاحبزادی اَمۃ المتین صاحبہ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور جولائی 2012 کو مسجد بیت النصر میں تشریف لائیں۔
آپ کے استقبال کے لئے لجنہ و ناصرات پہلے سے ہی مسجد میں جمع تھیں۔
آپ کی آمد پر مکرمہ صدر صاحبہ، اہلیہ مکرم امیر صاحب محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ اور اہلیہ مکرم مربّی صاحب مکرمہ امۃ الباسط شاہد صاحبہ نے آپ کو کا استقبال کیا اور سب مسجد کے ہال میں تشریف لائے۔ اس بابرکت محفل کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ جس کے بعد محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ سے درخواست کی گئی کہ وہ بی بی متین کا مختصر تعارف پیش کریں۔ جو ممبرات کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔
’’حضرت مسیح موعودؑ نے فروری 1886 کو ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو درج کیا کہ تیرا گھر برکت سے بھر دوں گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذرِیّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہو گی۔ اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔‘‘
صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ اِنہیں خواتین مبارکہ میں سے ایک ہیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ چھوٹی آپا کے نام سے مشہور ہیں اور لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ رہیں۔ اور عرصہ دراز تک لجنہ اماء اللہ کی ناقابل فراموش خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی نگرانی میں لجنہ کی تنظیم کو فعال کرنے اور اسے ٹھوس بنیادوں پر قائم کرنے میں آپ کی انتھک محنت شامل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کے والد اور ہماری پیاری مہمان محترمہ صاحبزادی اَمۃ المتین صاحبہ کے نانا حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ جو حضرت اُمُّ المومنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بھائی تھے۔ آپ بہت قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی ایک نظم جو ہماری ناصرات اکثر پڑھتی ہیں وہ آپ نے 1924 میں لکھی۔ جب کہ چھوٹی آپاؒ کی عمر چھ برس تھی۔ اس نظم کا پہلا اور آخری شعر یوں ہے۔

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے — میری زندگی پاک و طیب بنا دے
میرا نام ابا نے رکھا ہے مریم — خدایا تُو صدیقہ مجھ کو بنا دے

اسی طرح آپ کی ایک نظم علیکَ الصّلوٰۃ علیکَ السلام بھی ہے۔ ہماری پیاری مہمان مکرمہ صاحبزادی اَمۃ المتین صاحبہ، مکرم و محترم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب کی اہلیہ ہیں۔ میر محمود احمد ناصر صاحب، حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اللہ کے فضل سے آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ حضرت سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب واقف زندگی، بہت بزرگ اور عالم انسان ہیں۔ آپ نے ساری زندگی وقف کے تقاضوں کے مطابق گزری اور حضرت سیّدہ اَمۃ المتین صاحبہ نے ساری زندگی آپ کے ساتھ شانہ بشانہ خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ اسی طرح آپ کو حضرت سیّدہ چھوٹی آپا اور حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ خدمت دینیہ کی بھی توفیق ملی پیاری آپا جان! لجنہ اماء اللہ ناروے خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت سے والہانہ محبت رکھتی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری پر انتہائی خوش ہیں۔ ممبرات لجنہ بالخصوص نوجوان بچیاں یہ تڑپ رکھتی ہیں کہ خاندان

حضرت مسیح موعودؑ سے ان کی ملاقات ہو۔لیکن فاصلے اور حالات کی وجہ سے وہ روابط ممکن نہیں رہے جو بزرگ خواتین کو میسّر تھے۔آپ کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ لجنہ اماء اللہ ناروے کی اخلاص، محبت اور وفا کو ہمیشہ بڑھاتا رہے۔اور اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے اور اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی توفیق عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق مضبوط کرنے والی اور خلافتِ احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق نبھانے والیاں بنائے۔آمین ثم آمین

سپاس نامہ کے بعد محترمہ اَمۃ المنّان ندیم صاحبہ نے آپا جان کی آمد کے حوالے سے اپنی لکھی ہوئی نظم پیش کی۔جو کچھ یوں تھی۔

مرحبا مرحبا آپ مہماں ہوئے حد سے بڑھ کے خوشی کے ہیں ساماں ہوئے
چاند اُترا ہے صحنِ غریباں میں آج اپنی قسمت کی خوبی پہ حیراں ہوئے
یادیں تازہ ہوئیں پیارے محمود کی یوں مسیح کی جھلک سے بھی شاداں ہوئے
شرفِ دیدار پانے پر مشکور ہیں وقتِ رخصت کو سوچا، پریشاں ہوئے

نظم کے بعد آپا جان سے درخواست کی گئی کہ وہ ممبرات کو نصائح فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی خاص بات تو سوچ کر نہیں آئی البتہ حضرت مصلح موعودؓ کی چند باتیں بتاتی ہوں۔حضرت مصلح موعودؓ رضاعی رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمیں بھی اس کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔اس حوالے سے آپ نے خاص طور پر ان ممبرات کا پوچھا جن کو خود یا ان کے خاندان کو خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کی توفیق ملی ان میں سے چند ایک ناروے میں بھی موجود ہیں۔آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا طریقہ تربیت بہت اعلیٰ تھا۔ہمیشہ ایسا لباس پہننے کی تلقین کرتے جو باحیا اور تقویٰ کے مطابق ہو۔ ایک دفعہ میں آپؓ کی ساتھ بازار گئی تو ایک چیز مجھے پسند آگئی فرمایا کہ لے لو۔میں نے کہا کہ پرس خالی ہو گیا ہے۔فرمانے لگے پرس تو اس لئے خالی ہوتا ہے تا خدا دوبارہ بھر دے پھر مجھے خود وہ چیز لے کر دی۔آپؓ ہمیشہ سادگی کو پسند کرتے۔مصروفیت کے باوجود ہماری تربیت پر گہری نظر ہوتی۔

مختصر سے وقت میں آپ نے محبت بھرے انداز میں حضرت مصلح موعودؓ کی پُر اثر نصائح ہمیں بتائیں۔تمام لجنہ سے بہت پیار اور شفقت سے ملیں۔ تمام لجنات سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔خدا تعالیٰ اس مبارک وجود کا سایہ ہم پر سلامت رکھے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ:۳۲

صحابی / صحابیہ کے حالات و واقعات جو ان کی شنید میں آئے ہیں اور ذہن میں مستحضر ہیں ان کو ضبط تحریر میں لا کر ارسال فرمائیں۔اگر تفاصیل معلوم نہیں تو جو کچھ ان کے علم میں ہے اور پوری طرح یاد ہے اور انہوں نے یہ حالات کس سے سنے؟ ان کے حوالہ کے ساتھ بھجوادیں۔

گزارش ہے اس کا اعلان مساجد و مراکز میں تسلسل سے جاری رکھا جائے نیز اپنے ملک کے جماعتی رسائل میں یہ اعلان تواتر سے شائع کروائیں۔مجلس ہائے عاملہ میں بھی اس کی یاددہانی کرواتے رہیں۔اگر ان کے حالات و واقعات کہیں شائع شدہ ہیں تو اس بارہ میں بھی اطلاع دیں۔

مربیان کرام کو بھی تاکید فرمائیں کہ وہ صحابہ کے حالات کو جمع کرنے کے سلسلہ میں جماعتوں میں تحریک کریں۔اور انفرادی سطح پر بھی رابطے کر کے اس کام کی تکمیل میں اعانت فرمائیں۔

بہر حال یہ مہم اس طور پر چلائیں کہ بھرپور چرچا ہو اور ہر گھرانہ تک یہ آواز پہنچے اور صحابہ کی اولادوں سے اس بارہ میں پورا تعاون حاصل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

اس سلسلہ میں احباب کو مطلع فرمائیں کہ خط و کتابت درج ذیل ایڈریس پر کریں اور جو مواد وہ بھجوانا چاہیں اس ایڈریس پر ارسال فرمائیں۔از حد ممنون و شکر گزار رہوں گا۔

Email Nizarat Isha¨at Rabwah

nusherat@hotmail.com

nusherat@yahoo.com

حضرت آپا جان کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ کی ایک نشست

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ حضرت آپا جان نے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ناصرات الاحمدیہ ناروے کو اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ حصہ عطا کرتے ہوئے بچیوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے اور دین و دنیا کی بھلائی اس پاک جوڑے کا مقدر ہو آمین۔

حضرت آپا جان سے ملاقات کا خلاصہ اپنی یادداشت کے مطابق حاضر خدمت ہے تا وہ بچیاں جو اس ملاقات میں شامل نہ ہو سکیں استفادہ حاصل کر سکیں۔

سوال:۔ آپا جان بہت خوشی ہوئی ہے کہ حضور انور نے ہمیں کلاس کا ٹائم دیا۔

جواب:۔ ان کلاسوں کا فائدہ اسی صورت میں ہوتا ہے اگر آپ خلیفہ وقت کی اطاعت کریں اور جو انھوں نے فرمایا اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کلاس میں بیٹھیں، آپ نے سنا اور پھر آپ نے مستقل اس نیکی کو نہیں اپنایا تو یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ ایک احمدی ہونے کے ناطے آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور خاص طور پر اپنے لباس اور پردے کا خیال رکھیں۔ پینٹ پر چھوٹی شرٹ پہننا قطعاً مناسب نہیں۔ حضور انور نے بار بار کینڈا میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ آپا جان نے فرمایا کینڈا سے ایک بچی نے سوال کیا کہ پاکستان میں تو پردے پر اتنی سختی نہیں تو یہاں کیوں اتنی سختی کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا جب میں پاکستان میں تھی تو وہاں بھی کسی نے سوال کیا تھا کہ ہم پر پردے کو لے کر اتنی سختی کیوں کی جاتی ہے جب کہ یورپ والوں کو آزادی ہے۔ اصل مقصد سوال نہیں بلکہ اطاعت ہے جب انسان کی اطاعت کا معیار ختم ہوتا ہے تو ایسے سوال اُبھرتے ہیں۔

سوال:۔ کینڈا کی ایک بچی نے کہا کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ دین میں جبر نہیں اور دوسری طرف پردے پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب:۔ حضور انور نے یہی فرمایا کہ اسلام قبول کرنے میں جبر نہیں اور جب آپ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنا آپ پر لازم ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ قرآن کے حکموں پر عمل کریں۔

سوال:۔ اسکول میں گروپ فوٹو کھینچی جاتی ہے اور ہر گھر میں وہ تصویر جاتی ہے تو کیا ہم گروپ فوٹو کھینچوا سکتے ہیں؟

جواب:۔ آپا جان نے فرمایا اگر آپ کا کوٹ ڈھیلا ڈھالا ہو اور حجاب لیا ہو، لڑکیوں کے ساتھ کھڑی ہو اور چھوٹی کلاس ہو تو میرے خیال میں کوئی نہیں۔ اگر بڑی کلاسوں میں کھینچتے ہیں تو بہتر ہے حضور سے راہنمائی حاصل کریں۔

سوال:۔ میں نے اخبار میں پردے کے متعلق آرٹیکل لکھا تھا۔ مجھے اس کا منفی جواب آیا تھا مجھے پھر اس کا پھر سے جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: آپ جواب دیتی رہیں جب تک آپ کو پازیٹو رسپانس نہ آ جائے۔

سوال:۔ کیا جب حضور خلیفہ بنے تھے تو آپ کو کوئی خواب آئی تھی؟

جواب:۔ نہیں کوئی خواب نہیں آیا تھا۔ اس وقت پاکستان میں رات کا وقت تھا اور میں مسلسل دعائیں کر رہی تھی کہ دل میں بار بار آ تا رہا کہ ان کیلیے دعا کرو۔ میں نے توجّہ ہٹانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکی خواب کوئی نہیں آیا تھا۔

سوال:۔ جب لڑکیوں کی عمر بڑھتی جاتی ہے تو اُنہیں محتاط ہونے بار بار کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:۔ کیونکہ اس وقت دنیا میں جتنی بے حیائی بڑھ گئی ہے جن ممالک میں آپ رہ رہے ہیں وہاں آزادی بہت زیادہ ہے۔ ٹی وی ڈراموں کو دیکھ لو ہر چیز کی آزادی ہے آپ ڈرامے ضرور دیکھیں لیکن دو چیزوں سے پرہیز کریں ایک بے حیائی اور دوسرا شرک۔ انڈین ڈراموں میں یہ بھی ہے کہ مذاق ہی مذاق میں بدتمیزی سکھائی جاتی ہے۔ چاہے وہ ساس بہو کا ہو یا نند بھابھی کا۔ اُمّی کی بات کا بُرا نہ منایا کرو

کیونکہ اُمّی آپ کی بھلائی کے لئے آپ کو سمجھاتی ہیں۔ میں جب چھوٹی تھی تو میری اُمّی مجھے ہر بات سکھایا کرتی تھیں۔ کھانے کے، اٹھنے کے اور بیٹھنے کے سارے آداب سکھاتی تھیں۔ ایک دفعہ جب افریقہ میں ایک فیملی کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا تو وہ اس طرح کھانا کھا رہی تھی کہ مجھے اُبکائی آنے لگی پھر میں نے اپنی اُمّی کی لئے بہت دعا کی جنہوں نے ہماری تربیت کی۔ اس لئے اپنی اُمّی کی باتوں کو مانا کرو اور امّیوں کو بھی چاہیے کہ وہ بچوں کو پیار سے سمجھائیں۔

سوال:۔ میری دوست غیر احمدی ہے وہ کہتی ہے کہ نیل پالش لگا کر نماز نہیں ہوتی؟

جواب:۔ نیل پالش لگانے سے نماز ہو جاتی ہے اس طرف تو بڑا دھیان ہے لیکن ناخن لمبے لمبے رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ طہارت کے دوران ان میں گندگی رہ جاتی ہے جس سے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ ان غیر احمدیوں کا تو یہ حال ہے کہ ایک خاتون جو بریڈفورڈ کی رہنے والی ہیں اس نے مجھے بتایا کہ ایکدفعہ عمرہ یا حج پر گئی وہاں ایک غیر احمدی عورت نے پردہ پر اعتراض کیا کہ چہرہ پورا نہیں ڈھانپا ہوا تھا اس غیر احمدی نے انتہا کا سخت پردہ کیا ہوا تھا جب وہ لندن پہنچی تو انہوں نے برقعے اتار دیئے اور نیچے انہوں نے جین اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس احمدی خاتون نے ان سے کہا کہ تم میرے پردے پر اعتراض کر رہی تھیں دیکھ لو میں تو لندن میں بھی ویسی ہوں جیسی مکہ مدینہ میں تھی۔ بس یہ لوگ تو صرف اعتراض کرتے ہیں ویسے بھی نیل پالش لگانے سے ناخ صاف ہو جاتے ہیں بلکہ گندگی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

سوال:۔ میری آرٹ کی کلاس میں انسانوں کی تصاویر بنا رہے تھے تو ایک لڑکی نے کہا کہ اسلام میں یہ جائز نہیں؟

جواب:۔ غیر احمدی یہی کہتے ہیں لیکن تصویر کلاس کی حد تک بنانا صرف ایک سبجیکٹ کے طور پر تو کوئی بات نہیں کیونکہ کلاس کے بعد بات ختم ہو جاتی ہے۔ اگر خیالی تصویر ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر کسی خاص کی بنائی جا رہی ہے تو غلط ہے۔

سوال:۔ میری غیر احمدی دوست کی عادتیں بہت اچھی ہیں۔ خوبیاں بھی بہت رکھتی ہے لیکن خدا کو نہیں مانتی اور بُرا بھلا کہتی ہے تو کیا مجھے اس سے دوستی رکھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب:۔ آپ اس سے دوستی رکھیں اور آہستہ آہستہ اس سے بات کریں۔ ڈائریکٹ خدا کے متعلق بات نہ کریں کیونکہ ہوسکتا ہے وہ کوئی سخت بات کہہ دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ مجھے ایک لڑکے کا خط آیا کہ میری سوچ بدل رہی ہے آپ نے اسے جواب کہ اپنی سیٹ بدل لو۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جس کے ساتھ بیٹھتا تھا وہ دہریہ تھا۔

سوال:۔ کیا ہم غیر احمدی دوست بنا سکتے ہیں؟

جواب:۔ آپ دوست بنا سکتی ہیں لیکن آپ کو اپنے ایمان میں مضبوط ہونا چاہئے کہ ان کی کوئی بات آپ پر اثر نہ کرے۔ کچھ بھی ہو جائے آپ نے احمدیت نہیں چھوڑنی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو دعویٰ تھا وہ مہدی، مسیح اور اُمتی نبی کا تھا۔

آپ کی حضور کے ساتھ کلاس ہوئی لیکن تمام باتیں تب فائدہ دیں گی جب آپ ان پر عمل کریں۔ پردے کے متعلق یہ ہے کہ ایک بال بھی نظر نہ آئے۔ اگر آپ بات نہ مانیں آگے نہ بڑھیں تو کیا فائدہ ہے۔

جزاکم اللہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ ۲۱ ----

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا پیش کرتی ہوں:۔

''اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں، میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آ جاؤں گا۔ اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تو ایسا نور شعلہ اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اُٹھوں اور اندھوں میں نہ جا ملوں۔ جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس کی بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقت پیدا کر دے گی۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 616)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

ناصرات الاحمدیہ ناروے کی حضور پُر نور سے لندن میں ملاقات کے موقعہ پر لکھے گئے اَشعار

طاہرہ زرتشت (۲۰ دسمبر ۲۰۱۲ء)

اپنے آقا سے مل کے آئی ہیں ناصِرات
اپنی قسمت بدل کے آئی ہیں ناصِرات
کلیاں حکمت کی چُن کے لائی ہیں ناصِرات
جھولی خوشیوں سے بھر کے آئی ہیں ناصِرات
ہو مبارک تمہیں یہ سفر ناصِرات

پاک سیرت بنو! اور رہو پاک صاف
اُس نے بتلایا، تُم ہو خُدا کی بِنات
اپنے رَب کی طرف ہو تمہاری نظر
تھام لو اُس کی رَسّی بنو کاملات
ہو مبارک تمہیں یہ سفر ناصِرات

ساری دُنیا کے حاصل کرو تُم عُلوم
اپنے مَوْلیٰ کی لیکن رہو قانتات
ہر بُرائی زمانے میں پھیلی ہے آج
تُم کو ہی تو بدلنی ہے یہ کائنات
ہو مبارک تمہیں یہ سفر ناصِرات

جو ہیں' دُنیا کی لذّت' میں کھوئے ہوئے
اُن سے یکسر الگ، آپ کے مُعاملات
یہ دُعا ہے میری، اپنے مَولیٰ سے آج
تُم کو حاصل رہیں مُؤمِنہ کی صفات
ہو مبارک تمہیں یہ سفر ناصرات

میرے آقا کے مُنہ سے جو موتی جھڑیں
آگے بڑھ کر چُنیں اُن کو سب ناصِرات
لَب پہ ہر دَم دُعا، اپنے رَبّ سے وَفا
ہیں یہی کامیابی، کے گُر ناصِرات
ہو مبارک تمہیں یہ سفر ناصِرات

☆☆☆☆☆☆☆☆

عظیم الشان روحانی فرزند

شمع راحیلہ مجلس تھوئین

اس عظیم الشان روحانی فرزند کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ کو نبوت کے ابتدائی زمانہ میں ہی سورۃ الکوثر کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے دے دی تھی اس میں آخری زمانہ کی خبر اس تفصیل سے دی گئی ہے کہ انسان محو حیرت ہو جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی کیا شان ہو گی اور قرآن کریم کی تکمیل کے وقت اسکی کیا شان ہو گی۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ سے مراد ہے کہ ہم نے تجھے بخشا ہے یا دے دیا ہے اور دے دینے کا مطلب دو ہی لفظوں میں کیا جا سکتا ہے کہ یا تو وہ آپکا صُلبی بیٹا ہو گا یا دوسرا معنی کہ وہ آپکا روحانی فرزند یعنی غلام ہو گا اور چونکہ سورۃ الاحزاب میں صُلبی بیٹے کی نفی کی گئی ہے اسلیے صرف روحانی فرزند کے معنی باقی رہ جاتے ہیں اگلی آیت بھی اسی مفہوم کو واضح کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تجھے غلام بخشنے والے ہیں۔

''قربانیاں اور دعائیں تو ہمیشہ بیٹے کی پیدائش پر کی جاتی ہیں اور اسلامی تعلیم کے مطابق بچے کی پیدائش پر اسکا سر منڈوایا جاتا ہے اور قربانی کا بکرا بطور عقیقہ دیا جاتا ہے اور صدقہ اور خیرات بھی دیا جاتا ہے گویا دعا بھی ہوتی ہے اور قربانی بھی یعنی یہاں غلام کا ذکر نہیں بلکہ روحانی بیٹا مراد ہے۔''

''یہاں چونکہ رسول کریم ﷺ کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ آنے والا آپکا صرف خادم نہیں بلکہ روحانی اولاد ہو گا اور اسی طرف اشارہ کے لیے یہ الفاظ بھی رکھ دیے کہ تو دعائیں کر اور قربانی دے یعنی جس طرح بیٹے کی پیدائش پر شکریہ کے طور پر دعائیں اور قربانیاں کی جاتی ہیں اسی طرح یہ جو تیرا روحانی خادم ظاہر ہونے والا ہے اسکی آمد پر تو بھی خدا کا شکر ادا کر اور قربانیاں کر۔''

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت

شاھدہ ناصر جماعت lambertseter

علم ایک ایسا نور ہے جس سے جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور انسان کے دل ودماغ عرفان اور آگہی سے منور ہوتے ہیں۔علم وہ زینہ ہے جس سے بالآخر معرفت الٰہی تک پہنچنے میں کامیابی ہوجاتی ہے۔خدا کا لاکھ احسان ہے کہ ہم آج کے ترقی یافتہ دور کی پیداوار ہیں جہاں علم نے ہر میدان میں اپنے جھنڈے گاڑ دیئے اور مادی علم کے ساتھ ساتھ روحانی علم کے خزانے بھی ہم پر نچھاور کردیئے ہیں۔ ہمارے پاس امام زمانہ مہدیء موعود کی تحریرات قیمتی جواہرات کی کانوں کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ وہی خزائن ہیں جنکی اطلاع آپؑ نے خودان الفاظ میں دی۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار (درثمین صفحہ ۱۴۷)

حضرت مسیحِ موعودعلیہ السلام کی کتب قرآن کریم کی تفسیر ایسے اچھوتے رنگ میں پیش کرتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔مثلاً **وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ** (سورۃ تکویر آیت ۱۱) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’اور نشرِ صحف سے مراد اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھ کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے۔۔۔۔اور ہمارے کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں‘‘

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۷ جلد ۳)

حضرت مسیحِ موعودؑ اپنی کتب کے بارے میں متعدد بار یہ لکھ چکے ہیں کہ وہ خدائی تائیداور نصرت سے لکھتے ہیں ان کے کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت عطا کی گئی ہے۔اوران کی تحریرات میں آسمانی قوت بولتی ہے کوئی انسان ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

’’اور قریب ہے کہ میں ایک عظیمُ الشّان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کہ تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں دجال کے ظلموں نے دلوں کو سیاہ کررکھا ہے وہاں حضرت مسیحِ موعودعلیہ السلام کی تحریرات ایسی روشن قندیل کا کام دیتی ہیں جس سے سب تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، دلوں کے میل دھل جاتے ہیں اور ذہن کو جلا ملتی ہے۔علم عرفان کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔تمام عقدے حل ہوجاتے ہیں۔تبلیغی راہیں آسان ہوجاتی ہیں۔کیونکہ عیسائیت کے حملوں کے جواب مل جاتے ہیں۔

احادیث میں پیشگوئی ہے کہ۔

’’امام مہدی آئے گا صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا‘‘

چنانچہ آنے والا اپنے وقت پر آیا اور اس جری اللہ نے تلوار کا کام قلم سے لیا جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے (درثمین صفحہ ۱۷)

چنانچہ سلطان القلم نے سرورکائنات تاج المرسلین ﷺ کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے کے لئے خدائی قدرت اور الٰہی تائید سے حقائق ومعارف کے ایسے خزانے لوٹائے کہ اسے پانے والے شہنشاہ ہوگئے اور اس روحانی چشموں سے منہ موڑنے والے دنیا اور آخرت میں مفلس قرار دیئے گئے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے‘‘ (سیرۃ المہدی)

چنانچہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی سلامتی کے لئے کتب حضرت مسیحِ موعودؑ کو اپنی زندگیوں کا جز بنالیں تا کہ بارگاہ ایزدی میں قبول کئے جاؤ نہ کہ متکبر۔ حضرت مصلح موعودؓ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

’’جو کتابیں ایک ایسے انسان نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نقطہ ہے کیونکہ حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت مکمل کی گئی ہے اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی بھی اس کو لیکر پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہوں دس صفحے بھی نہیں پُڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نئے نئے نقطے کھلنے شروع ہوجاتے ہیں کہ دماغ انہی میں مشغول ہوجاتا ہے۔ تو حضرت صاحب کی کتابیں خاص فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں‘‘

(ملائکۃ اللہ انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۵۶۰)

پھر آپؓ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ

’’اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیحِ موعودؑ پر افضال وانعام اور معارف وحقائق کھولے ہیں۔۔۔۔۔ وہ آپ کی کتب میں موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیحِ موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دیئے۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھنے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں جب تک کہ سلسلہ سے لمس حقہ واقفیت نہ پیدا ہو۔ مثلاً کوئی شخص ایک اعلیٰ درجے کے مکان میں داخل ہو جس کی کوئی نظیر نہ ہو مگر داخل ہوتے ہی آنکھیں بند کرلے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ نہ تو اس مکان کی خوبصورتی کو دیکھ سکتا ہے اور نہ اس سے کچھ لطف اٹھا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہی حال ایسے انسان کا ہے جو سلسلہ میں داخل تو ہو مگر اپنی آنکھوں سے کام نہ لے۔ اور ان معارف اور حقائق کو نہ دیکھے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھے ہیں۔ کیونکہ اس وقت تک کسی خدائی سلسہ میں داخل ہونا یا امام اور خلیفہ کی بیعت کرنا کوئی بات نہیں جب تک کہ آنکھوں کو کھول کر ان صداقتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے جو اس سلسلہ کے امتیازات ہوں اور ان باتوں سے واقف نہ ہوجائیں جو اس میں موجود ہوں‘‘ (خطبات محمود جلد ۵ صفحہ ۴۸۷)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں ان حقائق کو بیان کیا ہے جو قرآن میں مخفی طور پر بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ ہمارے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کتب حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں

’’آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں۔ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت مسیحِ موعودؑ کو بھی قرآن کریم کے معارف دئے گئے ہیں اور آپ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم ومعرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ علوم ومعارف نہیں مل جائیں گے اور اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت مسیحِ موعودؑ نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہو گا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں۔ اور پھر اسی قرآنی علم سے دینوی علم اور

تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔اس لئے جماعت کے اندر حضرت مسیحِ موعودؑ کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانواں میں بھی اپنی دینوی علم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہیے۔''

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوئم صفحہ ۳۵۔۳۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفین نو کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''جو واقفین نو اردو پڑھ سکتے ہیں ان کو چاہیئے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ چھوٹی چھوٹی کتب کو اپنے زیرِ مطالعہ لائیں اور روزانہ ایک صفحہ پڑھا کریں۔'' (مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوئم صفحہ ۴۷)

اسی طرح آپ نے فرمایا

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں امام مہدی اور مسیح کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم ان بابرکت تحریرات کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل، سینے اور ہمارے ذہن ان تحریرات سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں دور ہو جائیں۔اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریروں کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں، اپنے گھروں، اور اپنے معاشرے میں امن اور سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں بس جائے کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں' (روزنامہ الفضل ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹)

الغرض حضرت مسیحِ موعودؑ کی عظیم الٰہی تائیدات سے پر کتابوں کا مطالعہ ہمیں ایمان میں استقامت اور ذات باری تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہے آپ کے مبارک قلم سے نکلے ہوئے یہ لعل و جوہرات ہمیں دنیا کے مفلسوں میں بانٹنے ہیں۔پیاسے عالم کو اس آب حیات سے سیراب کرنا ہے اور دکھی انسانیت کو اس علم کی برکت سے امن و سلامتی کا جام پلانا ہے۔ہمیں ان تابدار موتیوں سے اپنے معاشرے کو سنوارنا ہے تا دنیا امن اور آشتی کا گہوارہ بن جائے خدا کرے ایسا ہی ہو امین۔

نماز میں حصولِ لذّت

بلقیس اختر مجلس تھوئین

انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز میں یا کام میں اُسے مزہ یا لذت آتی ہے چاہے وہ کام دنیا کا ہو یا دین کا اُسے کرنے کے لئے اپنی پوری صلاحیتوں کو لگا دیتا ہے اور سر توڑ کوشش کرتا ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی حاصل کر لیتے ہے۔لیکن کام اگر مرضی یا مزاج کے خلاف ہو تو انسان لاکھ کوشش کرلے بڑی جلدی اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔یہی حال عبادات کا ہے اور عبادتوں میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں حصولِ لذّت کیسے حاصل کی جائے اس سوال کا جواب تب معلوم ہو سکتا ہے جب انسان کو یہ پتہ ہو کہ نماز کیا ہے؟اس کے کیا فوائد ہیں؟

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔(المومنون:3-2)

وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر محافظ بنے رہتے ہیں۔(المومنون:10)

حقیقی نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔(العنکبوت:46)

یعنی وہ لوگ جو نمازوں میں عاجزی اختیار کرتے ہیں ان کی حفاظت کرتے ہیں ان کی نمازیں ہی اُن کے لئے محافظ بن جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے انہیں ہر گناہ سے بچا لیتا ہے۔

نماز کیا ہے؟اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اُسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔کبھی اُس کی عظمت اُس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اُس کے آگے سجدہ میں گر جانا اُس سے اپنی حاجات کا مانگنا یہی نماز ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 189-188)

نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد ﷺ کی عبادات

ہمارے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کی نمازوں کا یہ حال تھا کہ ''کبھی گھر کے لوگ سوجاتے تو آپ ﷺ چپ چاپ بستر سے اُٹھتے اور دعاومناجات میں مصروف ہوجاتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو آپ ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔سمجھی کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔اندھیرے میں ادھرادھر ٹٹولا تو دیکھا کہ پیشانی مبارک خاک پر ہے اور آپ سربسجود مصروفِ دعا ہیں۔سُبحَانَکَ وَبِحَمدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ۔اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔فرماتی ہیں ''یہ دیکھ کر مجھے اپنے شبہ پر ندامت ہوئی اور دل میں کہا۔سبحان اللہ! میں کس خیال میں ہوں اور خدا کا رسول ﷺ کس عالم میں ہے۔'' (اسوۂ انسانِ کامل صفحہ ۶۸)

رسول کریم ﷺ کی نماز میں خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ روتے ہوئے سینے سے ہنڈیا اُبلنے کی طرح آواز آتی تھی۔ (اسوۂ انسانِ کامل صفحہ ۷۰)

ایک دفعہ کسی نے حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا کہ کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی جاتی رہتی ہے اس کا کیا علاج ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ہمت نہیں ہارنی چاہیئے بلکہ اس لذت کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔جیسے چور آوے اور وہ مال اُڑا کر لے جاوے تو اُس کا افسوس ہوتا ہے اور پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ اس خطرہ سے محفوظ رہے اس لئے معمول سے زیادہ ہشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔اسی طرح پر جو خبیث نماز کے ذوق اور اُنس کو لے گیا تو اس سے کس قدر ہشیار رہنے کی ضرورت ہے؟ اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جاوے؟ انسان جب یہ حالت دیکھے کہ اس کا اُنس وذوق جاتا رہا ہے تو وہ بے فکر بے غم نہ ہو۔نماز میں بے ذوقی کا پیدا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے جیسے ایک مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے اسی طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اس کو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 10-309)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز میں لذّت حاصل کرنے کے لئے احبابِ جماعت کو قیمتی نصائح ارشاد فرمائی ہیں۔آپؒ فرماتے ہیں:

''ایسا شخص جس کو نماز میں مزا نہیں ہوتا اس کے قبلے جدا ہوتے ہیں۔اس کی لذت یابی کی راہیں الگ ہوتی ہیں۔اس کے سامنے کوئی دوست ہوتا ہے۔کوئی مطلوبہ چیز ہوتی ہے۔کوئی اور ایسی طلب ہوتی ہے جس کے ساتھ اس نے اپنی حمد کو وابستہ کیا ہوتا ہے۔

پس لذّت تو وہاں آتی ہے جہاں لذّت کا قبلہ ہو۔اگر قبلہ اور طرف ہو اور آپ کا منہ اور طرف ہو تو آپ کو بے چینی پیدا ہوگی۔لذّت نہیں آئے گی۔پس لفظ حمد پر غور کرنا بہت ضروری ہے اور اس کا آسان طریق یہ ہے کہ اپنی ذات کا تجزیہ کیا جائے اور انصاف کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ انسان پہلے یہ تو معلوم کرے کہ مجھے کون کون سی چیزیں اچھی لگتی ہیں۔کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھے پیار ہے۔ان چیزوں کو اگر نماز کے ساتھ باندھ دیا جائے تو نماز بھی پیاری لگنے لگے گی۔ (ذوقِ عبادات اور آدابِ دعا صفحہ 4)

پس ہر انسان کو ہر نماز کی ادائیگی کے وقت یہ جائزہ لینا ہوگا کہ وہ کس عظیم الشان ہستی کے حضور کھڑا ہے وہ میری عبادتوں اور دعاؤں کا محتاج نہیں ہے بلکہ میں اُس کا محتاج ہوں مجھے اُس کے دربار میں کھڑے ہو کر اپنی ضروریات کے لئے مدد مانگنی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جو میری حاجات کو پورا کرسکے وہ کل کائنات کا مالک ہے تو خود بخود توجہ پیدا ہوگی۔

دوسری بات یہ کہ نمازوں میں خشوع وخضوع کے لئے اس کا ترجمہ آنا ضروری ہے اگر نماز میں توجہ پیدا نہیں ہو رہی تو ترجمہ پر غور کرنا شروع کر دیں خود بخود خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مدد کرے گا اور وہ والی نماز ادا کرنے کی توفیق ملے گی جس میں خدا تعالیٰ کی محبت کی لذّت کی مٹھاس ہوگی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بعض لوگ خط لکھتے ہیں کہ کوئی خاص دعا، کوئی خاص وظیفے بتائیں ملاقات میں بھی بعض عورتیں اور مرد اس بات کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب پوچھو تو پتہ لگتا ہے کہ بعض خواتین بھی مرد بھی نمازیں بھی پوری نہیں پڑھ رہے ہوتے اور وظیفے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔حالانکہ پہلے بنیادی حکموں پر تو عمل کریں اور جب اس پر عمل کریں گے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام باتیں، وظیفے، ذکر اسی میں آجائیں گے۔نماز کو اگر سنوار کر پڑھا جائے تو اسی میں تسلی ہوجاتی ہے۔ (الفضل 14 دسمبر 2004)

''بقیہ صفحہ ۱۶''

صحت کارنر!!

ڈپریشن

ڈپریشن کیا ہے ؟

ہر شخص کبھی کبھی دکھی ھوتا ھے اوراداسی محسوس کرتا ہے. لیکن یہ جذبات عام طور پر چند دنوں کے اندر اندر ختم ہو جاتے ھیں۔ جب یہ جذبات روز مرہ کی زندگی میں مداخلت کرنے لگیں اور مریض اوراس سے تعلق رکھنے والوں کے لیے پریشانی کا باعث ھو جائیں تو اس کیفیت کو ڈپریشن کا نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ڈپریشن ایک بہت عام لیکن سنگین بیماری ہے۔ اکثر ڈپریشن کے مریض مرض کا علاج نہیں کرواتے حالانکہ حقیقت یہ ھے کہ شدید ڈپریشن کے باوجود علاج کی مدد سے طبیعت بہتر ھوسکتی ھے۔

ڈپریشن کی اقسام

ڈپریشن کے مختلف ذیلی اقسام ھیں.

:1:. نوجوانوں میں ڈپریشن ایک قسم کی شکایت ہے جو کہ نوجوانوں میں پائی جاتی ھے. یہ اداسی، مایوسی اورکم مائیگی اور اپنی معمول کی سرگرمیوں میں دلچسپی نہ ہونے پر مبنی ھوتی ہے.۔

2:۔Bipolar ڈپریشن ایک قسم کا مرض ہے جس میں مریض پر ڈپریشن اور اسکے متضاد کیفیت یکے بعد دیگرے پیدا ھوتی ھے۔ ان ادوار کا دورانیہ کچھ گھنٹوں سے لیکر چند ماہ تک رہ سکتا ھے.۔

3:۔ بزرگوں میں ڈپریشن ایک بڑا مسئلہ ہے لیکن اکثر اسکا ادراک معاشرے میں کم ھے۔ اس وجہ سے علاج میں عام طور پر تاخیر ھوتی ھے.۔

4:۔Dysthymia. ڈپریشن کی ایک قسم ہے جس میں مریض پر اداسی مایوسی اور کچھ نہ کرنے کا دورہ وقفہ وقفہ سے ھوتا ھے۔ تاھم علامات کی شدت عام ڈپریشن سے کم ھوتی ھے۔ درمیانی مدت میں مریض نارمل زندگی گزارتا ھے

5:۔Psychotic. ڈپریشن اس وقت ہوتا ہے جب ایک شخص شدید ڈپریشن کے ساتھ ساتھ مالخولیا کا بھی شکار ھوتا ھے۔(مریض کو وہ چیزیں نظر آتی ھیں جو دوسروں کو نہیں نظر آتیں یا وہ آواز سنتے جو دوسروں کو نھیں سنائی دیتی، مریض کا حقیقی زندگی سے دور ھوتا ھے)۔

6:۔ زچگی میں ڈپریشن، جو کہ "بے بی بلیوز" سے زیادہ سخت علامات کا حامل ھوتا ھے۔ بہت سی خواتین بچے کو جنم دینے کے بعد، جب ہارمون اور جسمانی تبدیلیوں اور نوزائیدہ بچوں کے لئے دیکھ بھال کی نئی ذمہ داری کو زیادہ محسوس کرتی ھیں۔ اندازاً 10 سے 15 فی صد خواتین بچے کی پیدائش کے بعد اس ڈپریشن کا شکار ھوتی ہیں۔

7:۔ موسمی ڈپریشن وہ قسم ھے جو موسم سرما کے دوران دورہ کی طرح ھوتا ھے جسکی خاص وجہ قدرتی سورج کی روشنی کی کمی ہے. ڈپریشن موسم بہار اور موسم گرما کے دوران کم ھوتا ہے. اس کا مؤثر طریقے سے روشنی کی تھراپی سے علاج کیا جاسکتا ھے۔ اکیلے .Antidepressant / ادویات اور بات چیت علامات کو کم کرسکتے ہیں۔ روشنی تھراپی کا بھی استعمال کیا جاسکتا ھے۔

ڈپریشن کی علامات کیا ہیں؟

ڈپریشن کی علامات سب مریضوں میں ایک جیسی نہیں ھوتیں۔ شدت، تعدد اور مدت جیسے عوامل عام طور پر انفرادی ھوتے ھیں.۔

علامات:

- مسلسل اداسی، پریشانی، یا" خالی پن، کھوکھلے پن" کے جذبات
- ناامیدی اور مایوسی کے جذبات
- جرم ، کم مائیگی یالاچاری کے احساسات
- چڑچڑاپن اور بے چینی
- سرگرمیوں یا شوق کی دلچسپی میں کمی
- جنسی خواہش میں کمی
- تھکاوٹ اورتوانائی میں کمی
- توجہ میں کمی، حافظہ میں کمی اور فیصلے کرنے میں مشکل
- صبح کے پہلے پہر میں نیند کا ٹوٹ جانا یا ضرورت سے زیادہ

نیند آنا، کچھ مریض نیند کی کمی کا بھی شکار ھوتے ھیں

- خوش خوراکی یا بھوک کا ختم ھو جانا
- خودکش خیالات یا ان خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش
- عضلات اور پٹھوں میں کھچاؤ، سردرد یا عمل انہضام کے مسائل جو علاج کے باوجود بہتر نہ ھوں۔

تشخیص کوئی لیبارٹری ٹیسٹ ایسا نہیں جو اس مرض کی تشخیص میں مددگار ھو۔ تشخیص علامات کی بنیاد پر کی جاتی ہے، ڈاکٹر اپنے تجربہ کی بنیاد پر علامات کی شدت، تعدد، اور مدت کو مدنظر رکھتا ھے۔ مریض سے مختلف سوالناموں کے زریعہ انٹرویو بھی کیا جاتا ھے۔۔

ڈپریشن کی علامات کی عام طور پر دو ہفتے کی مدت کے لئے موجودگی ضروری ہے کہ مرض کی تشخیص کی جائے مگر دو ہفتوں سے مختصر مدت کے باوجود اگر علامات بہت شدید اور اچانک شروع ہوں تو بھی تشخیص کی جا سکتی ھے۔۔

کئی نظاموں کے زریعہ ڈپریشن کی تشخیص کی جاتی ہے. فیملی ڈاکٹر ایک نظام استعمال کرتے ھیں جبکہ ماہر نفسیات کچھ دوسرے نظاموں کی مدد حاصل کرتے ہیں. سب کا مقصد ایک ھوتا ہے کہ مریض کو مدد ملے۔ ماہر نفسیات یا تو ICD10 (بیماریوں کے بین الاقوامی درجہ بندی) یا (IV-DSM) کا استعمال کرتے ہیں. بعد کے نظام کو بنیادی طور پر تحقیق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈپریشن کا سبب کیا ہے.

ڈپریشن کے پیدا ھونے میں جینیاتی، حیاتیاتی، ماحولیاتی اور نفسیاتی عوامل مل کر اثر پیدا کرتے دیں.

ڈپریشن کا باعث، موجود نظریات کے مطابق، اہم neurotransmitters (کیمیای اجزا ھیں جو دماغ کے خلیات آپس میں رابطہ کے لئے استعمال کرتے ہیں) توازن سے باہر ھو جاتے ھیں۔ MRI) ray-X کی ایک مخصوص قسم) کے زریعہ ہمارے موڈ، سوچ، نیند، بھوک اور رویے کو دماغ کے مختلف حصوں میں پیدا ھونے والی تبدیلیوں کو دیکھا جا سکتا ہے. لیکن اس سے ڈپریشن کی ابتدا کی کوئی وجہ علم میں نہیں آتی ھے لہذا ان کو ڈپریشن کی تشخیص کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا ھے.

ڈپریشن کے ساتھ دوسری بیماریاں

ڈپریشن کے ساتھ اکثر دیگر نفسیاتی بیماریاں بھی لاحق ھو جاتی ھیں۔ کچھ عوارض ڈپریشن کی وجہ سے ھوتے ھیں جبکہ کچھ کی وجہ سے ڈپریشن ھوتا ھے۔ وجہ کچھ بھی ھو مرض کی تشخیص اور اسکا علاج بھی ضروری ھے۔

اختلاج قلب، ٹرامیٹک سٹرس سنڈروم، جنون کی شکایت، گھبراہٹ کی شکایت، سماجی فوبیا، عام تشویش کی شکایت اور شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال یا ان پر مستقل انحصار۔ کچھ جسمانی بیماریوں کے باعث ایک بڑی تعداد میں مریضوں میں ڈپریشن بھی پیدا ھو سکتا ھے مثلا" دل کی بیماری، فالج، کینسر، ایچ آئی وی/ ایڈز، ذیابیطس اور parkinsonis۔ جسمانی تکالیف کے باعث پیدا ھونے والے ڈپریشن میں علامات زیادہ شدت بھی اختیار کر لیتی ھیں۔

عورتوں میں ڈپریشن

ڈپریشن آدمیوں کی نسبت خواتین میں زیادہ عام ہے. حیاتیاتی ادوار، ہارمون اور نفسیاتی و معاشی عوامل عورتوں میں اس مرض کی شرح کی زیادتی کا باعث ہو سکتے ہیں. زچگی کا ڈپریشن اور سن یاس کچھ مثالیں ہو سکتی ہے. بہت سی خواتین کو نوکری اور گھر کی ذمہ داریوں کا اضافے اور کشیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ھے۔ بچوں کی نگہداشت، بزرگ والدین کی دیکھ بھال اور ازدواجی مسائل کی زیادتی بھی ڈپریشن کا باعث ھو سکتے ھیں.

مردوں میں ڈپریشن

مردوں میں ڈپریشن عام طور پر عورتوں سے مختلف ھوتا ھے۔. تھکاوٹ، پٹھوں میں کھچاؤ اور درد، روزمرہ سرگرمیوں میں دلچسپی کی کمی اور بھوک اور نیند کے معمولات میں توازن کا فقدان. عورت کی نسبت مردوں میں شراب، سگرٹ نوشی یا منشیات کے استعمال زیادہ نمایاں ھوتا ھے۔ اداسی، مایوسی، افسردگی، چڑچڑاپن، اور غصہ کے عناصر کی افرات۔

ڈپریشن کے علاج

ادویات اور ماھرانہ بات چیت (تھراپی) کے ذریعہ اس مرض کا علاج کیا جا سکتا ہے.

ادویات:

ڈپریشن کے علاج کے لئے استعمال کی جانے والی ادویات کی مختلف اقسام ہیں. یہ جاننا ضروری ہے کہ تمام ادویات کے کچھ نہ کچھ منفی اثرات ضرور ھوتے ھیں۔ یہ ڈاکٹر کی ذمہ داری ھے کہ نسخہ لکھنے سے پہلے مثبت اثرات کے ساتھ ساتھ منفی اثرات کی بابت بھی مریض کو بتاے۔ یہ ضروری نھیں کہ ایک دوا سے دو مریضوں کو ایک جیسے منفی اثرات کا سامنا کرنا پڑے۔ منفی اثرات میں سے کچھ چند دنوں کے بعد خودھی مدھم پڑ جاتے ھیں لیکن کچھ دوسرے باقی رہ تے ھیں۔ یہ فیصلہ کرنا مریض کا کام ہے کہ وہ منفی اثرات کو برداشت کر کرتے ھوے مثبت اثرات سے مستفیض ھوتا ھے یا مرض کی شدت اور تعداد میں زیادتی کو قبول کرتا ھے. ادویات کا اثر ظاھر ھونے میں عام طور پر 3-5 ہفتے درکار ھوتے ھیں. یہ جاننا ضروری ہے کہ کہ افادیت ظاہر ھونے سے لیکر مکمل اثر ظاھر ھونے تک کا عرصہ ھر مریض کے لیے مختلف ھوتا ھے۔

ضرورت اس امر کی ھے کہ ڈاکٹر کو مکمل طور پر اعتماد میں لیکر ھر بات بتانی چاھیے تا کہ لاعلم رکھ کر خود ھی خوراک میں تبدیلیاں کریں ڈاکٹر کے لیے ھر خبر اھمیت کی حامل ھوتی ھے۔ اھم بات یہ ہے کہ اپنے ڈاکٹر کو سب کچھ بتا ہے.

ادویات کی اقسام میں سے کچھ منتخب inhibitors(SSRIs)

Serotonin) ،reuptake ،cipramil ،Serotonin

اور SNRIs)

Efexor) reuptake,norepinephrine inhibitors

(Lamictal) موڈ stabilizers(

ڈپریشن کے لئے سائیکو تھراپی

- "بات تھراپی" ڈپریشن کے لئے ایک موٴثر علاج ہے. روزمرہ کی کشیدگی سے نمٹنے کے لئے اور حکمت عملی طے کرنے میں رہنمائی اور مریض کو اپنی ادویات مناسب طریقے سے استعمال کرنے میں مددگار رھوتی ہے کیونکہ معالج مریض کو اپنی ادویات کو مناسب طریقے سے استعمال کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں. مریض کی زندگی میں کشیدگی کو کم کرنے میں مدد کر سکتے ہیں.

یہ آپ کے خاندان، دوستوں، یا ازدواجی مسائل پر ایک نیا نقطہ نظر دے سکتے ہیں۔. اس طریقہ علاج کی مدد حاصل کرتے ھوے مریض اپنے مرض کی بابت علم حاصل کر کے موجود علامات پر قابو پانے کے لیے درست حکمت عملی کا انتخاب کر سکتا ھے۔

سائیکو تھراپی کی مختلف اقسام

kognitiv (خیالات اور طرز عمل کی بنیاد پر) تھراپی، رویہ میں تبدیلی کے لیے تھراپی کا مطمع نظر مریض کو اسکے خیالات، طرز عمل اور رویہ میں تبدیلی کے ذریعہ شن ڈپریشن کی کیفیت میں بہتری پیدا کرنے میں مددگار رھوتی ھے

سنجشتھا ناتمک رویے تھراپی میں تمام توجہ Interpersonal تھراپی اس امر پر مرکوز ہے کہ مریض کس طرح دوسرں کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر کر سکتا ھے.

Psychodynamic تھراپی علاج کے ایک زیادہ روایتی فارم ہے. آپ اور آپ کا تھراپسٹ ڈپریشن کی بنیادی وجوہات جاننے کے بعد ان کو دوسرے زاویوں سے دیکھ کر اس میں مدد حاصل ھوگی۔

(ڈاکٹر ہالہ بن سعد مجلس کلوفتہ)

حاشیے کے اوپر دئیے گئے کلمات روزنامہ الفضل ۲۳ جنوری ۲۰۱۳ء صفحہ ۳ اور ۴ سے لئیے گئے ہیں رسول کریم ﷺ کے پر حکمت کلمات 2 کے آئینہ میں۔

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) ۲۲اور۲۳ جولائی ۲۰۱۳ء کوانشاءاللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار

درخواست دہندہ کے کم ازکم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم ازکم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60% سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہیئے۔

میڈیکل رپورٹ درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہیئے۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ ،وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:۔

۱۔ درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔

۲۔ درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔

۳۔ جی سی ایس سی/اے لیولز کے سٹوفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) سے مشتمل خط۔

۴۔ پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔

۵۔ درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات

۱۔ درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

۲۔ مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں ۳۰ جون ۲۰۱۳ء تک پہنچنی لازمی ہے، اسکے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

۳۔ جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:۔

Jamia Ahmadiyya UK

Branksome Place

Hindhead Road

Haslemere

GU27 3PN

Tel: + 44 (0) 1428647170

+ 44 (0) 1428647173

Fax:+ 44 (0) 1428647188

۴۔ رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

ناصرات کا صفحہ

پیاری ناصرات!

جب زینب کا یہ شمارہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا تو آپ سال ۲۰۱۳ء کا آغاز ہو چکا ہوگا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ دنیا میں کئی جگہ نئے سال کی تقریبات کے نام پر بہت خرچ کیا جاتا ہے۔ صرف آتش بازی پر ہی لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ معلوم نہیں ایسا کرنے والوں کو اس سے کیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم احمدیوں کو اس طرح کی بری رسموں سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے دین اسلام نے روپے کے بے جا استعمال کو اصراف اور فضول خرچی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مال ہمیں دیا ہے اس میں دوسرے غریبوں اور مسکینوں کا بھی حصہ ہے اور یہ بات آج کس سے چھپی ہوئی ہے کہ دنیا میں لاکھوں، کروڑوں افراد بھوک، بیماری اور غربت کا شکار ہیں۔ بہت سے بچے خوراک کی کمی کی وجہ سے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یہی لاکھوں کروڑوں روپے جو آتش بازی کی نظر ہو جاتے ہیں اگر انسانیت کی فلاح و بہبود پر خرچ کئے جائیں تو بہت سے لوگوں کے بنیادی مسائل حل ہو جائیں۔ اور کسی کی مدد کر کے دل کو جو سکون اور اطمینان ملتا ہے اس کا ان چند لمحوں کے لطف سے کیا مقابلہ۔

پیارے بچو

آپ بھی ہمیشہ فضول خرچی سے بچیں۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کے مال میں غریبوں کا بھی حصہ ہے۔ جب بھی آپ اپنے لئے کوئی نئی چیز خریدیں تو کسی غریب کے لئے بھی کچھ حصہ ضرور نکالیں۔ اس سے آپ کو بہت خوشی ملے گی اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک دعا کی یاد دہانی کروانا چاہتی ہوں جس کی طرف ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کئی دفعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ وہ ہے دنیا کو تباہی اور جنگ سے بچانے کی دعا۔ دنیا کے حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے پیارے خدا سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ وہ دنیا کو جنگ کی تباہیوں سے بچالے اور ہدایت کے راستے پر لے آئے۔ آمین

سفر ہوشیار پور اور پیشگوئی مصلح موعودؓ:

بچو! آپ جانتے ہیں کہ ۲۰ فروری کا دن جماعت احمدیہ کیلئے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ دن نہ تو کسی کی سالگرہ کا ہے اور نہ ہی کسی کی پیدائش کا۔ بلکہ یہ دن اس عظیم الشان پیشگوئی کی یاد میں منایا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۶ء میں عطا فرمائی تھی۔ اب میں آپ کو اس کے بارے میں ذرا تفصیل سے بتاتی ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک مدت سے خواہش تھی کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کسی ایسی جگہ جا کر مسلسل چالیس دن اور رات خدا کی عبادت اور دعاؤں میں گزاریں جہاں آپ کو کوئی جانتا نہ ہو۔ چنانچہ جنوری میں ۱۸۸۶ء میں آپ تین احباب کے ساتھ ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور ایک مکان کی اوپر والی منزل میں قیام فرمایا۔ حضور نے مسلسل چالیس دنوں تک اس مکان میں عبادت اور دعائیں کیں۔ حضرت مولوی عبداللہ سنوری جو حضور کے ساتھ تھے روایت کرتے ہیں۔

''ہماری رہائش کا انتظام نیچے تھا اور ہمیں حضرت اقدس نے تاکیدی حکم دے رکھا تھا کہ مجھ سے ازخود کوئی شخص کلام نہ کرے۔ اگر میں کوئی بات پوچھوں تو صرف میری بات کا جواب دے دیا جائے، زائد بات نہ کی جائے۔ میرا کھانا اوپر پہنچا دیا جاوے اور برتن واپس لینے کے لئے انتظار نہ کی جائے۔ نماز میں الگ پڑھوں گا۔ البتہ جمعہ کے لئے فرمایا کہ کوئی ویران سی مسجد تلاش کرو جہاں ہم علیحدگی میں نماز ادا کرسکیں۔ چنانچہ شہر کے باہر ایک باغ میں چھوٹی سی مسجد تھی۔ ہم لوگ جمعہ کے لئے وہاں جاتے، حضرت اقدس مختصر سا خطبہ پڑھتے اور نماز پڑھا کر واپس تشریف لے آ؟ تے۔ حضرت مولوی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جب میں کھانا پہنچانے کے لئے اوپر گیا تو حضرت نے فرمایا ''میاں عبداللہ! ان دنوں مجھ پر بڑے بڑے خدا کے فضل

کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان کو لکھا جائے تو کئی ورق ہو جائیں۔''

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر ۸۸ میاں عبداللہ۔ بحوالہ حیات طیبہ حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم۔)

چالیس دن گذرنے کے بعد حضور نے ۲۰ فروری کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں اپنے بارہ میں، اپنی اولاد رشتہ داروں اور دوستوں کے بارہ میں کئی ایک پیش گوئیاں بیان فرمائیں۔ مصلح موعود کی عظیم الشان پیش گوئی بھی اسی اشتہار میں درج فرمائی۔

اس پیش گوئی میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کے نشان کے طور پر آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ اور اس پیش گوئی میں اس بیٹے کی بہت سی خصوصیات بیان فرمائیں۔ یہ پیش گوئی اپنی پوری شان سے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات میں پوری ہوئی۔ اور اسی پیش گوئی کی یاد میں ہم ۲۰ فروری کا دن مناتے ہیں۔

23 مارچ کے دن کی اہمیت:

پیاری بچیو!

آج میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ ہماری جماعت میں ۲۳ مارچ کے دن کی کیا اہمیت ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ کا دن ہمارے لئے تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جب حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلی بیعت لی تھی۔ حضرت صوفی احمد جان صاحب ایک بہت ہی نیک اور متقی بزرگ تھے۔ ان کے بہت سے مرید تھے جو ان کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے۔ حضرت صوفی صاحب نے جب حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا تو آپ حضور سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ نے حضور کی بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے انھیں یہ جواب دیا تھا کہ ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ لیکن جب حضور نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو حضرت صوفی صاحب وفات پا چکے تھے۔ حضور نے بیعت لینے کے لئے حضرت صوفی صاحب کے مکان کو پسند فرمایا۔ اور حضرت صوفی صاحب کی ساری اولاد احمدیت میں شامل ہوئی۔ مکان کے جس کمرے میں بیعت لی گئی وہ دارالبیعت کے نام سے مشہور ہوا۔

لطیفے!

۔ایک سکول میں نرسری کی اسسٹنٹ بیسویں بچے کو جوتے پہنا رہی تھی اور جھکے جھکے اس کی کمر میں درد ہونے لگا۔ بیسواں بچہ شرمیلا اور خاموش طبع تھا۔ جب اسسٹنٹ کافی جتن کرنے کے بعد اسے جوتے پہنا چکی تو بچہ بڑے سکون سے بولا

''یہ جوتے میرے نہیں ہیں''

ٹیچر کا جی چاہا کی وہ رو دے مگر وہ خود پر قابو پا کر بچے کے جوتے اتارنے لگی، جوتے اتار کر ابھی اس نے کمر سیدھی کی ہی تھی کہ بچہ بولا ''یہ جوتے میرے بھائی کے ہیں مگر ممی نے کہا تھا کہ آج تم پہن کر چلے جاو؟''۔

۔بچہ ابو سے ''ڈیڈی! آپ نے جو گلاب کی قلم لگائی ہے اسے ایک ہفتہ ہو گیا مگر اب تک اس کی جڑیں نہیں نکلیں''ابو نے پوچھا ''بیٹا تمہیں کیسے پتا چلا؟''

بچے نے جواب دیا ''میں اسے روزانہ اکھاڑ کر دیکھتا ہوں''۔

۔ایک کنجوس نے رات کے وقت اپنے بچوں سے کہا ''جو روٹی نہیں کھائے گا میں اسے پانچ روپے دوں گا''بچوں نے خوش ہو کر روٹی نہ کھائی اور پانچ روپے لے کر بھوکے سو گئے۔

صبح ہوئی تو کنجوس باپ نے کہا ''جو بچہ پانچ روپے دے گا اسے ناشتہ ملے گا''۔

۔بیوی اپنے شوہر سے کہنے لگی: حیرت ہے آپکو حلوہ پسند نہیں آیا۔ بچے تو حلوے کی تین پلیٹیں ختم کر چکے ہیں۔ اس وقت اندر سے آواز آئی: ''امی! ایک پلیٹ اور چاہیے، جوڑنے کو صرف دو کتابیں رہ گئی ہیں''

پکوان

Muffin

اشیاء:

مکھن 125g چینی 2dl

انڈے 2 دودھ 1dl

میدہ 3dl بیکنگ پاؤڈر 1/2 ts

ونیلا ایسن/ چینی 1/2 ts

ترکیب:

۱۔ مکھن کو گرائنڈ کر لیں.

۲۔ اب چینی اس میں ڈال کر ۳ منٹ تک مکس کریں.

۳۔ پھر ایک اور ایک انڈا اس میں ڈال کر گرائنڈ کر لیں.

۴۔ اب اس میں میدہ، بیکنگ پاؤڈر اور ونیلا ایسن ڈال کر مکس کریں.

۵۔ پھر اس آمیزہ کو Muffin cups میں ڈال کر 25-20 منٹ تک اوون کی درمیانی ٹرے میں پکا لیں.

Topping

مکھن 250 g ونیلا ایسن 2 ts

دودھ 1 dl

Melis 12-16

رنگ کے لئے فوڈ کلر

ترکیب: ۱۔ مکھن، ونیلا ایسن، دودھ اور 4 dl melisen کو منٹ تک مکس کر لیں۔

۲۔ پھر اس میں باقی کی Melis تھوڑی تھوڑی کر کے ڈالیں اور مکس کر لیں۔

۳۔ اس آمیزہ کو Muffins پر سجا لیں۔

☆☆☆☆☆☆

دعائیہ اعلانات

۱۔ عزیزہ رجاء وسیم اپنی والدہ کے بازو کے آپریشن کے بعد ان کی مکمل صحت یابی کیلئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔

۲۔ مکرمہ امتہ الودود ندیم صاحبہ اپنی ٹانگ کی تکلیف سے صحت یابی اور اپنے خاوند کی صحت و تندرستی والی لمبی عمر کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۳۔ مکرمہ عمیرہ نوشین چوہدری صاحبہ اپنے بیٹے کے نیک خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۴۔ محترمہ لبنیٰ کریم صاحبہ مجلس کریچن ساند اپنے نواسے کی پیدائش پر جو وقف نو میں ہے کے لئے صحت و سلامتی والی درازئ عمر، نیک اور خادم دین ہونے کی درخواست دعا کرتی ہیں۔

۵۔ محترمہ مبارکہ رفیق صاحبہ اپنی صحت، اپنی فیملی کی صحت و سلامتی اور اپنے نواسے اور نواسیوں کے نیک اور خادم دین ہونے کی درخواست دعا کرتی ہیں۔

۶۔ عزیزہ ماہم نعیم اپنی والدہ کی صحت و سلامتی اور اپنے لئے دین و دنیا کی بھلائی اور نیک قسمت ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۷۔ محترمہ صفیہ زکریا صاحبہ اپنے شوہر کی صحت و سلامتی اور اپنے بیٹوں کی دینی اور دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۸۔ محترمہ مدیحہ احمد اپنے بچوں کی صحت اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۹۔ محترمہ عابدہ محمود اپنی فیملی کیلئے کہ خدا تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۰۔ محترمہ نازیہ بشارت اپنی صحت والی فعال زندگی اور بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۱۔ سیکرٹری اشاعت نیشنل صدر محترمہ بشریٰ خالد صاحبہ محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ، محترمہ بلقیس اختر صاحبہ اور محترمہ مدیحہ احمد صاحبہ کی صحت و سلامتی والی فعال لمبی زندگی کیلئے درخواست دعا کرتی ہے۔

۱۲۔ محترمہ قدسیہ عزیز اپنے بیٹے کی شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

۱۳۔ محترمہ عابدہ نسیم صاحبہ اپنے بچوں کی اچھی صحت اور دین و دنیا میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

۱۴۔ عزیزہ انیلہ طاہر اپنے اسائیلم کیس میں درپیش مشکلات کے دور ہونے کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

کچھ یادیں کچھ باتیں

(محترمہ صاحبزادی اَمَۃ المتین صاحبہ کے قلم سے) پہلی قسط

اس شفیق ہستی کی یادیں اور باتیں پیش کر رہی ہوں جس کے جانے کا کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا اور جس چلے جانے کے بعد پھر آج تک یہی محسوس ہوتا ہے جیسے سر پر سائبان نہ ہو۔

۱) میں بہت چھوٹی تھی قادیان کی بات ہے۔اماں جان کے صحن جہاں گھڑے رکھے تھے وہاں کھیل رہی تھی اس سے دو سٹیپ اوپر ایک اور صحن کا حصہ ہے جہاں سے چند سیڑھیاں چڑھ کر دوسرے گھروں میں جاتے ہیں اس اوپر کے حصہ میں ابا جان ٹہل رہے تھے اتنے میں شمس صاحب کی بیوی اپنی بیٹی جمیلہ کے ساتھ آئیں اور ابا جان کو سلام کر کے انسے باتیں کرنے لگیں اس کے بعد ابا جان نے مجھے کہا کہ (ان کی بیٹی کے متعلق) کہ اس سے دوستی کرو یہ تمہاری بہن ہے یہ تمہارے ایک مجاہد بھائی کی بیٹی ہے۔اسی طرح ایک اور بار میں اسی جگہ کھیل رہی تھی اور ابا جان بھی اسی طرح ٹہل رہے تھے تو خیر النساء اپنی والدہ کے ساتھ آئیں۔اس کے والد غالباً سنگاپور میں مبلّغ تھے اس کے بارہ میں بھی یہی الفاظ مجھے کہے اس کے بعد سے میری ان سے دوستی ہوگئی۔

۲) اسی طرح میں چھوٹی تھی قادیان میں ہی میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے صحن مین کھیل رہی تھی کہ کسی بچے نے ملازم کو بھیجا کہ فٹ بال دکھانے کے لئے لائے خریدنے ہیں۔وہ ملازم بہت سارے فٹ بال لے آیا سب نے اپنی اپنی پسند کا فٹ بال لے لیا۔میں نے بھی ایک فٹ بال لے لیا جو چھ روپے کا تھا۔سب بچوں نے فٹ بال واپس بھیج کر اس میں ہوا بھروائی میرے پاس چھ روپے تھے جو میں نے امّی کے پاس رکھوائے تھے امّی سے پیسے لینے گئی تو انہوں نے کہا کہ میری اجازت کے بغیر کیوں لیا ہے واپس کر دو۔جب میں نے واپس کیا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ اب ہوا بھری جا چکی ہے اب واپس نہیں ہوگا۔میں سخت پریشان،سیدھی ابا جان کے دفتر گئی۔دروازہ کھٹکھٹایا ابا جان خود دروازے پر آئے۔میں نے ان کو ساری بات بتائی انہوں نے مجھے پیسے دئے اور کہا اب تو میں دے رہا ہوں آئندہ اپنی ماں کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا۔

۳) قادیان میں میرے بچپن میں ابا جان نے میرے لئے دو نظمیں لکھی تھیں ایک طوطے والی ایک چڑیا کی غالباً دونون چھپ چکی ہیں اس کے بعد میرے لئے نظم لکھنی شروع کی چند اشعار کے بعد وہ نظم اس طرح مکمل کی کہ جماعت کے بچوں کی لئے ہوگئی۔کلام محمود میں موجود ہے۔

۴) مجھے پہیلیاں بوجھنے کا بہت شوق تھا۔ابا جان نے میرے لئے بہت سی پہیلیاں بنائیں۔اس مقابلہ میں بڑی پھوپھی جان نواب مبارکہ بیگم بھی شامل ہوگئیں وہ سب میرے پاس ایک کاپی میں لکھی تھیں۔ربوہ میں کچے مکانوں سے پکّے قصر خلافت میں منتقل ہوتے ہوئے وہ کاپی گم ہوگئی صرا یک پہیلی یاد رہ گئی۔

پنجرے میں ایک چڑیا الٹی لٹک رہی تھی سر کو پٹک رہی تھی
پنجرے کو جو بھی توڑے ظالم وہ کہلوائے اور اپنا سر کٹوائے

(دل)

۵) ربوہ کچے مکانوں کی بات ہے۔میں نے ابا جان کو سکول سے آکر کہا جب ہماری کلاس صحن میں ہوتی ہے (سردیوں میں) تو چند انیٹیں ہوتی ہیں۔جو لڑکیاں جلدی جلدی لے کر اس پر بیٹھ جاتی ہیں باقی لڑکیاں اکڑوں بیٹھتی ہیں۔مَیں تو نہیں بیٹھ سکتی مجھے تکلیف ہوتی ہے۔کہنے لگے زمین پر

بیٹھ جایا کرو اکڑوں نہیں بیٹھنا لڑکیوں کے لئے مضر ہوتا ہے۔

۶) ربوہ میں جب میں آٹھویں میں تھی تو ایک ٹیچر نے ایک لڑکی سے کوئی سوال کیا (غالباً تاریخ کی استاد تھیں اسے جواب نہیں آیا۔ دوسری سے سوال کیا سے جواب نہیں آیا۔ تیسری کو بھی جب جواب نہیں آیا تو ساری کلاس کو کھڑا کر دیا حالانکہ مجھے اور بہت سی لڑکیوں کو جواب معلوم تھا۔ اس کے بعد بہت ڈانٹا۔ کھڑے کھڑے آہستہ آہستہ میرے حواسوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ پہلے مجھے آواز سنائی دینا بند ہوئی پھر مجھے نظر آنا بند ہوا (غالباً بلڈ پریشر بہت لو ہو گیا تھا) بے ہوش ہونے سے پہلے آخری الفاظ اپنی دوست کے بہت ہلکے کان میں پڑے مِس متین کو کچھ ہو گیا۔ وہ بجائے مجھے پانی پلاتیں یا ہوش میں لاتیں کلاس چھوڑ کر چلی گئیں اور کسی کو بتایا بھی نہیں۔ بعض لڑکیاں دفتر کی طرف دوڑیں۔ استانی حمیدہ صابرہ مرحومہ پانی لے کر دوڑیں۔ میرے منہ پر پانی چھڑ کا پانی پلایا۔ مجھے ہوش میں لائیں وہ سخت طیش میں تھی۔ میں جب گھر گئی تو سیدھی ابا جان کے پاس گئی اور ان کو ساری بات بتاتے ہوئے مَیں رو پڑی۔ ابا جان کو غصہ تو بہت آیا مجھے پیار کیا دلاسا دیا (امی اسدن اپوا (APWA) کی میٹنگ اٹینڈ کرنے لاہور گئی ہوئی تھیں ان کو ابا جان نے اپوا (APWA) کا ممبر بنایا تھا) مجھے کہنے لگے کہ بچوں کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ماں باپ کے پاس آ کر حوصلہ کھو دیتے ہیں۔ پھر مجھے کہنے لگے

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے ''اُم (ماں)'' پکار میں چلاؤں ہائے'' و '' (بیوی)

۷) قادیان میں ایک دن برسات کے موسم میں سب گھروں میں کہلوا دیا کہ فلاں وقت اُمّ ناصر کے گھر سب لوگ جمع ہو جائیں جس کے پاس جو بھی سرخ رنگ کا کپڑا ہو وہ پہن کر آئے۔ خیر سب وقت پر پہنچ گئے بڑے چھوٹے سب وہاں دو میزیں پڑی تھیں جن پر برف کی سلوں کے اندر چوسنے والے آم تھے۔ جب سب جمع ہو گئے تو ابا جان نے آم چوسا اور اس کی گٹھلی غالباً اُمّی کی طرف ماری اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد یہ کہہ کر کہ مَیں تو دفتر جا رہا ہوں کام کے لئے امی کو ساتھ لے کر چلے گئے کہہ گئے تم لوگ انجوائے کرو۔

۸) قادیان سے سردیوں میں ہم پالمپور گئے۔ وہاں ہر طرف برف پڑی ہوئی تھی۔ ایک دن بڑے بچے سب لُکن میچی یا پکڑن پکڑائی کھیل رہے تھے گھر سے باہر۔ گھر کے اندر سے ابا جان نکلے کہنے لگے مَیں بھی کھیلوں گا۔ خیال بھی نہیں رہا کہ برف پڑی ہوئی ہے ایک دم جو بھاگے تو برف پر پاؤں پھسلا گرے اور پھسلتے ہوئے دور تک گئے۔ سب کھیل چھوڑ کر بھاگے اور ابا جان کو اٹھایا۔

۹) ہم قادیان سے ڈلہوزی (پہاڑ) پر سیزن گزارنے گئے اس وقت اپنی کوٹھی نہیں بنی تھی ہم امراوالا میں ٹھہرے تھے۔ جمیلی کا پیٹ خراب ہو گیا اس وقت پیٹ کی خرابی میں کیسٹر آئیل ہی پلایا جاتا تھا مکمل پرہیز تھا تاکہ پیٹ صاف ہو جائے اس وقت سٹور کیپر ایک جوان لڑکی تھی جو باورچیوں کو جنس وغیرہ دیتی تھی۔ جمیل کو کیسٹر آئیل ملا ہوا تھا مکمل پرہیز تھا میرے دماغ میں ایسی بات نہیں آئی تھی بھائی رفیق نے مجھے کہا کہ آؤ جمیل کو کچے چاول اور کچی دال کھلائیں مَیں شامل ہو گئی۔ وہ بھی مجھے سٹور میں لے گئے اور چاول اور دال لے کر جمیل کو کھلائی۔ سردار فوراً ابا جان کے پاس پہنچی اور بتایا کیونکہ اس کو یہ بھی بُرا لگا تھا کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو ہاتھ کیوں لگایا گیا۔ ابا جان نے ہم دونوں کو بلایا۔ برآمدہ میں کھڑے تھے کہنے لگے تمہاری اس حرکت کی تمہیں سزا ملے گی۔ پہلے بھائی رفیق کو بلایا۔ وہ تو کسی بہانے سے بچ گئے میری باری آئی تو میں اس معاملہ میں خاصی بدھو آرام سے سزا لے لی۔ بعد میں بھائی رفیق وغیرہ نے میرا خوب مذاق اڑایا اور یہ مذاق کافی عرصہ تک چلتا رہا۔

۱۰) ڈلہوزی کی کوٹھی راشمین میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے ہم بچے روز شام کو پہریدار کے ساتھ سیر کو جاتے تھے۔ وہاں چڑھائی زگ زیگ میں ہوتی تھی۔ ایک دن ہم سیر سے واپس آ رہے تھے تو جہاں سے کوٹھی نظر آتی تھی اوپر کوٹھی کے کٹہرے کے ساتھ بھائی رفیق کھڑے تھے اور زور سے چیخ کر کہہ رہے تھے ست سلام متین شاید وہ دوڑ کر اوپر پہلے پہنچ گئے تھے یا اس دن گئے ہی نہیں تھے۔ مَیں سڑک کے بالکل کنارے پر تھی مَیں نے سر اوپر کر کے

ہاتھ ہلایا بیلنس بگڑ گیا اور میں پہاڑ پر لڑھکتی ہوئی نیچے جانے لگی نیچے کافی دور دوسری سڑک تھی جس پر سے ہم گزر کر آئے تھے بھائی رفیق نے شور مچا دیا کہ متین پہاڑ سے کھڈ میں گر گئی ہے۔ ابا جان سلیپروں میں ٹہل رہے تھے فوراً نیچے بھاگے پہریدار اور دردصاحب ساتھ آئے میری پسلیوں میں کافی چوٹ لگی تھی آ کر مجھے اٹھایا پھر دردصاحب نے کہا میں اٹھا کر لے چلتا ہوں۔ دردصاحب نے دونوں ہاتھوں میں مجھے اٹھایا لیٹنے کی پوزیشن میں ا با جان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اورا با جان سے باتیں بھی کرتے جا رہے تھے ان کے باتیں کرنے سے ان کی داڑھی ہلتی تھی جو مجھے بہت عجیب لگی مَیں نے ہاتھ اٹھا کر ان کی داڑھی پکڑ لی۔ بعد میں میرا خوب مذاق بنا اور میں کافی دن تک بستر پر پڑی ٹکوریں کرواتی رہی۔

۱۱) ڈلہوزی میں اپنی کوٹھی بیت الفضل میں تھے (سن مجھے یاد نہیں) بڑی سخت بارش ہو رہی تھی تو کسی نے آ کر اطلاع دی کہ آپا سلام بنت (حضرت میاں بشیر احمد صاحب) کے بچوں پر بجلی گری ہے سیر کے لئے گئے ہوئے تھے ڈلہوزی سے باہر۔ ابا جان جس طرح سلیپروں میں تھے اسی طرح دوڑے ساتھ پہریدار چل پڑے۔ ایک آدمی نے جلدی سے ابا جان کے بوٹ لئے۔ وہاں جا کر پتا چلا کہ بارش سے بچنے کے لئے وہ لوگ ایک شیڈ کے اندر چلے گئے تھے قریب ہی کہیں بجلی گری تھی۔ کڑاکا اس قدر شدید تھا کہ آپا قدسیہ جن کا دل کمزور تھا اس کڑاکے کو برداشت نہیں کر سکیں اور ان کا دل بند ہو گیا جس کا ابا جان کو بہت افسوس ہوا۔ اب یہ یاد نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ ابا جان بھی قادیان گئے تھے یا نہیں۔

۱۲) (ربوہ) کچے مکان میں آٹھویں میں تھی تو دینیات کی کلاس میں استانی میمونہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا رہی تھیں جب لفظ نطفہ آیا تو انہوں نے یہی لفظ ترجمہ میں بھی بولا۔ مَیں نے پوچھا کہ اس کے کیا معنی ہیں کہنے لگیں جب بڑی ہو جاؤ گی تو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ہم دو تین لڑکیوں کے سوا باقی سب بڑی تھیں سب مسکرانے لگیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا کسی نے جواب نہیں دیا۔ بہر حال بچپن میں تجسس تو ہوتا ہے۔ گھر آ کر امّی سے پوچھا امی خاموش۔ مَیں آپا چھیرو (اَمتہ النصیر) کے پاس گئی امی کے کچن میں کچھ کر رہی تھیں مَیں نے ان سے پوچھا تو کہنے لگیں تم ہر بات ابا جان سے پوچھتی ہو جا کر پوچھ لو۔ مَیں چل پڑی انہوں نے بڑی آوازیں دیں مَیں نے جواب دیا۔ اب ابا جان سے ہی پوچھوں گی۔ ابا جان اور ہمارے گھر کی دیوار ایک تھی۔ مَیں گئی تو ابا جان اکیلے برآمدہ میں قرآن مجید ٹہل ٹہل کر پڑھ رہے تھے۔ مَیں ستون کے ساتھ خاموش کھڑی ہو گئی سمجھ گئے کوئی بات ہے۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ مَیں نے کہا کہ قرآن مجید پڑھاتے ہوئے لفظ نطفہ کا مطلب استانی جی نے نہیں بتایا اور یہ بات کی ہے امی سے اور سب سے پوچھا کسی نے جواب نہین دیا۔ بہت نارمل انداز میں مجھے کہا کہ ایک بہت باریک کیڑا ہوتا ہے جس سے بچہ بنتا ہے۔ میں بھی مطمئن ہو کر واپس آ گئی اور خوشی سے سب کو بتایا کہ مجھے نطفہ کا مطلب پتہ چل گیا ہے۔

۱۳) ربوہ کے کچے مکانوں میں ہی ابا جان نے عربی کہانیوں کی کتابیں منگائیں۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ آؤ میں تمہیں عربی پڑھاؤں۔ پتلی پتلی کتابیں تھیں ایک ایک کہانی کی۔ مجھے ایک کتاب لفظی ترجمہ کر کے پڑھائی مَیں نے کہا یہ مجھے آ گئی ہے اب دوسری پڑھائیں۔ کہنے لگے کل جب تم مجھے یہ سنا دو گی تو اگلی پڑھاؤں گا۔ اس وقت ذہن بہت تیز تھا۔ اگلے دن پوری کتاب مَیں نے ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنا دی۔ ابا جان نے اگلی کتاب پڑھائی۔ اسی طرح یہ سلسلہ کئی دن چلتا رہا۔ پھر ابا جان کی مصروفیت کی وجہ سے بند ہو گیا۔

۱۴) ابا جان نے امی اور مہر آپا کو ٹوٹو لے کر دی اور ہمیں خود نشانہ لگانا سکھایا۔ مجھے بہت شوق تھا مَیں امی کی ٹوٹو پر نشانہ کی پریکٹس کرتی تھی گولیاں ابا جان سے لیتی تھی۔ ہر روز کی پانچ گولیاں دیتے تھے۔ مجھے کہا تھا کہ جس دن چڑیا مارو گی۔ ہر چڑیا پر پانچ گولیاں ملیں گی۔ مَیں نے بہت دفعہ چڑیاں مار کر مزید گولیاں لیں۔

۱۵) (ربوہ) کچے مکانوں میں ہی ابا جان کے پاس تحفہ کے طور پر دو کتے لائے گئے کہ بہت اعلیٰ نسل کے ہیں۔ ابا جان نے کہا ان کو روٹی تم ڈالو گی۔ ابا جان کے گھر کی چھت پر ایک کمرہ اور صحن بھی تھا۔ صحن کے ایک طرف کتے باندھے گئے۔ کتے چھوٹے تھے مَیں کتوں سے بہت ڈرتی ہوں۔ حکم تھا ماننا

پڑا۔مَیں دور ہی سے روٹی کے ٹکڑے کر کے پھینکتی تھی وہ قریب آ کر میرے پیروں میں لوٹنا چاہتے تھے مَیں چیخیں مارتی تھی۔ ابا جان کو دیکھ کر ان کے پیروں میں بھی لوٹتے تھے۔ میرے ڈرنے سے ابا جان مجھے سمجھاتے تھے کہ تمہیں کاٹیں گے نہیں اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ تم انہیں کھانا دیتی ہو۔ پھر کسی غیر نے ابا جان سے وہ کتے مانگ لئے اور مَیں نے شکر ادا کیا۔

۱۶) مَیں کچھ نہیں کھاتی تھی۔ناشتہ تو بالکل نہیں کرتی تھی۔گرمیوں میں چوبیس گھنٹوں میں سکول سے آ کر دو چھوٹی ککڑیاں یا ایک بڑی ککڑی کھاتی تھی۔امی نے ابا جان کو کہا، ابا جان نے مجھے کہا کہ جب مجھے یہ پتا چلے گا کہ تم نے کھانا کھالیا ہے تب تمہیں ککڑی کھانے کو ملے گی (مجھے ککڑیاں بہت پسند تھیں) مجبوراً مَیں نے دوپہر کا کھانا کھانا شروع کر دیا۔

۱۷) مَیں کسی قسم کا شربت وغیرہ نہیں پیتی تھی۔ایک دفعہ ساؤتھ افریقہ سے کوئی شخص ابا جان کے لئے اور یج سکاش لایا جس میں موٹی موٹی اور یج کی تریاں بھی تھیں ابا جان نے مجھے زبردستی پلایا مجھے بے حد پسند آیا۔ابا جان نے مجھے دیدیا۔اس کے بعد جب بھی وہ آتا تھا مجھے دے دیتے۔بعض لوگوں کو ناگوار گزرا کہ یہ آپ صرف متین کو دیتے ہیں کہنے لگے تم لوگ سب کچھ پی لیتے ہو وہ اور کوئی چیز نہیں پیتی اس لئے اسے دیتا ہوں۔

۱۸) ایک بار کچے مکانوں میں تحریک جدید کے چندہ ادا کرنے اور کم کرنے یا نہ کرنیوالوں کی فہرست آئی۔اس میں امی کے نام کے آگے لکھا تھا کہ چندہ پورا نہیں ادا ہوا۔ ابا جان نے دیکھا کہ چندے کا دعدہ بہت زیادہ تھا۔امی پر بہت ناراض ہوئے۔کہنے لگے مَیں تمہیں اتنی رقم ماہوار دیتا ہوں۔اتنی رقم کھانے کی مد میں، اتنی نوکر کی تنخواہ، اتنی روشنی، جمعدار، ماشکی، دھوبی، دودھ کی مد میں اور تمہارا اتنا جیب خرچ ہے اگر کل رقم ملا کر سال کا خرچ جمع کر لو اس سے بھی زیادہ تم نے چندہ لکھوایا ہے۔اس لئے مَیں نے تمہارے چندہ کے اوپر لکیر ڈال دی ہے۔اب تحریک جدید کو لکھو کہ تمہارا چندہ اتنا کیا جائے اور آئندہ اپنے جیب خرچ کے حساب سے چندہ لکھوانا کیونکہ باقی مدیں تو اپنی چیزوں پر خرچ ہو جاتی ہیں۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

’’صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی جمع کرنے سے متعلق حضرت امیر المؤمنین

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اہم ارشاد اور احباب جماعت کی ذمہ داری‘‘

(ناظر صاحب اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کا مراسلہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔

’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی سیرت وسوانح اور حالات و واقعات اکٹھے کرنے کے کام سے متعلق علیا کمیٹی کی رپورٹ ملی۔یہ کام بہت وسیع اور پھیلا ہوا ہے اور صحابہؓ کی اَولادیں اب صرف ایک آدھ ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں پھیل چکی ہیں۔اس کا اندازہ مجھے ان خطوں سے ہوتا ہے جو میرے خطبات میں صحابہؓ کی روایات سن کر ان کے بچوں اور عزیزوں کی طرف سے ملتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اس کیلئے ایک تو وکالت تصنیف کے ذریعہ جماعتوں کو سرکلر کرنا پڑے گا اور مختلف مملک کے جماعتی رسالوں میں اعلان شائع کروانے پڑیں گے کہ اگر صحابہ کے عزیزوں کے پاس ان کے کوئی حالات وواقعات ہوں تو وہ مرکزی شعبہ کو بھجوائیں۔کم از کم جرمنی، یوکے، ہالینڈ، فرانس، بلجیئم، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ میں تو ضرور بعض ایسے خاندان آباد ہو چکے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولادوں میں سے ہیں۔ ۔۔۔اس طرح اس کو وسعت دے کر ساری معلومات اکٹھی کریں۔‘‘

حضور انور کے اس ارشاد کی تعمیل میں آنمکرم کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایسے احباب جو صحابہ کی اَولاد اور نسل سے ہیں، وہ اپنے صحابی آباء کے پورے کوائف یعنی ان کا نام، ولدیت، اس وقت کا پتہ، تاریخ بیعت، عمر بوقت بیعت، وفات کب ہوئی اور کہاں مدفون ہیں۔ان کی اَولاد کے نام اور اسی وضع پر ان کے کوائف، دیگر خاندانی کوائف جو قابل ذکر ہوں مہیا کریں۔

بقیہ:۔صفحہ چودہ ۱۴ پر۔۔۔۔

Små godbiter

Sjokolade- og havrecookies

Ingredienser
Gir ca 20 cookies

115 g mykt smør
115 g sukker
1 egg
100 g havregryn
1 ss melk
1 ts vaniljesukker
125 g hvetemel
¼ ts bakepulver
1 ss kakao
175 g kokesjokolade, i biter
175 g melkesjokolade, i biter

Fremgangsmåte

1. Rør smør og sukker hvitt i en bolle, bruk gjerne en elektrisk håndmikser. Visp inn egget, og tilsett havregrynene, melken og vaniljesukkeret. Rør alt godt. Sikt melet, bakepulveret og kakaoen oppi deigen, og bland godt. Rør inn sjokoladebitene.

2. Legg 20 toppede ss med deig på 2 stekeplater dekket med bakepapir. La det være god avstand mellom kakene. Gjør dem litt flatere med en gaffel. Stek kakene i forvarmet ovn ved 180 °C i 15 minutter, til de så vidt har hevet seg og er faste. La dem avkjøles på stekeplaten i 2 minutter, og legg dem deretter på en rist

Tips: Kakao kan sløyfes; da blir cookies lyse og fine
Erstatt gjerne deler av sjokolade med tørkede bær

Kilde: Fristende bakverk, Spektrum forlag 2007

Barnesiden

(Fatima Ch.)

B	S	T	I	G	E	S	P	I	L	L
I	M	I	L	L	I	O	N	Æ	R	Y
L	M	A	S	T	E	R	M	I	N	D
D	C	Y	L	O	T	H	E	L	L	O
E	Ø	S	C	R	A	B	B	L	E	D
L	Å	J	R	M	W	Ø	D	P	T	N
O	L	A	Y	Ø	F	S	A	L	B	G
T	U	K	Y	L	S	L	M	Z	O	E
T	D	K	A	L	A	H	A	G	T	N
O	O	Q	Ø	E	R	I	S	K	B	I
B	A	C	K	G	A	M	M	O	N	J

Blant disse bokstavene skjuler det seg mange brettspill; vannrett, loddrett, på skrå og baklengs. Finn og sett ring rundt disse. Brettspillene som skjuler seg er navngitt nedenfor. Men husk to av disse spillene er ikke med på diagrammet. HVILKE ER DE?

BACKGAMMO, KINASJAKK, RISK, BILDELOTTO,
LUDO, SCRABBLE, DAM, MASTERMIND, SJAKK, GENI,
MILLIONÆR, STIGESPILL, GO, MØLLE, STRATEGO, KALAHA,
OTHELLO

På grunn av strømstans (som er vanlig hos NSB) måtte toget stoppe i ca. en time ved Drammen. Det var en viss sjanse for at det skulle kjøres buss for tog men heldigvis løste det seg og vi var vel fremme igjen rundt kl. 14.
Turen var fantastisk på alle mulige måter og reisegjengen var strålende fornøyd. Videre følger noen bilder fra kirken vi besøkte

Bilde 1: Inngangsdør inne i kirken; trefigurene er hugget inn for hånd
Bilde 2: Altertavle
Bilde 3: Kirken sett utenfra
Bilde 4: Døpefontene

dem en gavepose som inneholdt en modell av Moskeen, boka “Islamske grunntanker”, pennene med kvinneforeningens logo og Den Hellige Koranen på norsk. I tillegg fikk vi en bok i gave av guiden som inneholder en god del fakta og bilder om kirken. Besøket var vellykket og guiden så ut til å være like fornøyd som oss.

Vel hjemme igjen etter omvisningen i kirken forberedet vi oss til seminaret som lokalforeningen skulle arrangere ift tabligh avdeling sine instrukser med temaet “Profeten Muhammad[saw] og ytringsfrihet”. Seminaret ble holdt i et lokale i Kristiansand.

Seminaret ble startet med resitasjon av Koranen etterfulgt av norsk oversettelse, og deretter fulgte det en kort introduksjonstale holdt av Asma Javaid mens jeg og Amna til slutt holdt talen om hovedtemaet for kvelden. Det var ikke noe særlig med spørsmål i plenum men ved matservering ble det god tid til mingling og vi fikk sjansen til å bli kjent med gjestene på et mer individuellt nivå. Det var også tegn til flere spørsmål og tilbakemeldinger da. Totalt kom det ti gjester på dette seminaret som var vellykket; både vi og gjestene dro hjem fornøyde.

Da vi kom hjem igjen, fornøyde etter seminaret, var det tid for litt sosial mingling og gode samtaler sammen med noen av ladjna medlemmene i lokalområdet. Der fikk vi igjen mulighet til å bli enda bedre kjent med flere av de. Etter en produktiv og fin dag la vi oss til å sove; blide og fornøyde.
Dag 3 var det duket for avreise; altså på søndagen. Toget vårt skulle kjøre 09.03 så det ble ikke tid til noe mer enn frokost og farvel. Pga tidlig tog fikk vi ikke deltatt på denne, men å se at de hadde planlagt noe sånt gjorde oss mer enn glade. I tillegg hadde de pakket med en niste til oss bestående av ferske pizzasnurrer, boller og annet godt.
Togturen hjem gikk ikke til så mye mer enn avslapning og prating. Vi fikk sjansen til å bli kjent med et eldre ektepar som satt bak oss og som fortalte oss mye om seg selv, mens vi fortalte dem en del om vår menighet og den pakistanske kulturen. Da vi delte nisten vår med dem ble de overrasket, men veldig glade.

TUR TIL KRISTIANSAND

(Annum Saher Islam)

Den 9. november 2012 dro Sadr Sahiba, Amna Javaid, Asma Javaid, Bilqees Akhtar og Amtul Rauf Mubarak til våre ladjna medlemmer i majlis Kristiansand.

Vi dro fra Oslo etter fredagsbønnen i Bait-ul-Nasr moskeen den 9.november 2012 og ble kjørt i to forskjellige biler til Oslo S for å rekke toget vårt som gikk 15.15. Togturen besto av litt avslapning, litt kontorarbeid, sosialisering og matspising.

Vel fremme i Kristiansand kl. 20 ble vi hentet av sadr ladjna majlis Kristiansand. Vi ble tatt imot med god mat og dessert med en gjestefrihet av grenseløs karakter. Det var som om vi bodde hos noen nære slektninger; det sier mye om magien i vår Jama'ats grunnfundament som holder oss alle knyttet sammen som en familie.
Dag 2 av vår tur begynte på lørdag den 10. hvor vi begynte med å spise en god frokost. Deretter tok vi turen til Kristiansand domkirke sammen med majlis Kristiansand sin sekretær tabligh. Der ble vi vist rundt av en hyggelig dame som jobbet frivillig i kirken når hun kunne; stilte opp som guide og andre steder der hun trengtes. Det minnet oss mye på arbeidet som blir nedlagt i vår menighet, som også gjøres på frivillig basis.

Vi ble fortalt mye om domkirken som er en av Norges største; større enn Oslo domkirken. Kristiansand domkirke er hovedkirken for Agder og Telemark bispedømme og menighetskirke for Domkirken menighet i Kristiansand; bygget i år 1885 av arkitekt Henrik Thrap-Meyer. Det er plass til ca. 1500 mennesker i kirken.

Vi ble fortalt en del om kirkens funksjon i dagens bybilde og vi diskuterte også litt fram og tilbake om hvordan kirken ser ut til å ha en større verdi i mindre byer og fungerer mer som et naturlig samlingssted i mindre byer og områder enn i store byer hvor det kanskje finnes flere samlingsplasser som er enda mer naturlige. Vi ble vist rundt i kirken og fikk lov til å se prestekontoret, de ulike prestekappene som brukes ved forskjellige anledninger, etc. I tillegg fikk vi muligheten til å fortelle en del om vår Jam'at og vi ga

Hos legen får du undersøkt nesen for å se om neseblødningen ligger i fremre eller bakre del. I enkelte tilfeller kan det være aktuelt med å ta noen blodprøver for å finne ut hva som er årsak til blødningen (selvom dette er sjeldent).

Generelt om behandlingen

De aller fleste blødninger lar seg stanse ved å klemme over fremre del av nesen. Ved alvorligere blødninger vil tamponering være aktuelt.

Førstehjelp:

- Sitt opp og med hodet lett bøyd framover
- Puss nesen for blod og koagler
- Klemme over fremre del av nesen i minst 5 minutter og opptil 20 minutter, ev. Avkjøle med ispose over neseryggen.
- Om blødningen vedvarer, putt en bomullsdott dynket i matolje inn i neseboret og ta ev. Kontakt med lege.

Det finnes ingen medikamenter mot neseblødning. Plages man med blødninger langt fremme i nesen, er det mulig å brenne eller etse blodårene, slik at de lukker seg og slutter å blø. Er blødningen spesielt vanskelig å stoppe, vil legen legge inn en tampong som legger et konstant trykk mot den blødende blodåren. En slik tampong (fremre tamponade) kan ligge inne i 2-4 dager. Dersom blødningen ikke stopper ved hjelp av denne fremgangsmåten, tyder det på at blødningen skjer langt bak i nesen og man må da forsøke med såkalt bakre tamponade.

Alle neseblødninger lar seg stoppe. Noen ganger er det allikevel så vanskelig å få stoppet den, at pasienten må innlegges på sykehuset. Dette gjelder særlig eldre mennesker med blødninger langt bak i nesen. Hvor alvorlig blødningen er, avhenger av hva som forårsaket den. Det oppstår sjelden komplikasjoner i sammenheng med en neseblødning.

Neseblødning

(Muneera Iftikhar)

Definisjon

Neseblødning er en blødning fra blodkar i nesehulens slimhinne. Blødningen kan være fra fremre (vanligst) eller bakre del av nesen.

Forekomst

Neseblødningen forekommer hos opptil 60% av befolkningen. Tilstanden er hyppig hos barn under 10 år og voksne eldre enn 50 år.

Hva forårsaker neseblødning?

Som regel vil ellers friske personer kun få neseblødning etter å ha slått nesen, og blødningen vil da stanse etter få minutter. Gjentatte små blødninger kan også skje ved nesepiling, små slag eller trykk mot nesen.

En neseblødning kan skyldes flere ting:

Nesepiling, slag eller trykk mot nesen, fremmedlegemer i nesen, infeksjoner i nesen, tørr luft, kald luft, enkelte medisiner, høyt blodtrykk (selv om dette svært sjelden er årsak til blødning). Dersom du nylig har blødd neseblod, er du ekstra utsatt for nye blødninger.Dette skyldes at såret etter siste blødningen kun har en tynn skorpe over seg.Det skal lite til før denne skorpen løsner. Gjentatte neseblødninger over en periode på 2-3 uker er derfor ikke så uvanlig og behøver ikke bety at noe annet er galt.

Hvordan diagnostiseres tilstanden?

Neseblødning krever som regel ingen utredning. Ved kraftige blødninger, blødninger som ikke vil stanse eller som stadig kommer tilbake , vil det være aktuelt å konsultere lege.

gjøre, men Pontius Pilatus var under stor press fra jødene og til slutt ga ordre om å korsfeste Jesus[as].

Siden Pontius Pilatus ikke hadde noe mot Jesus[as] ga han ordre om at Jesus[as] skulle korsfestes på fredag. Siden jødene, også den gang, feiret sabbat på lørdag kunne de ikke ha noen på korset denne dagen. De trodde at hvis de gjorde det kom de selv til å bli straffet. Sabbaten startet fra solnedgang på fredag. Så da Jesus[as] ble korsfestet på fredag måtte han tas ned igjen fra korset før solnedgangen.

Vi vet at Jesus[as] var en frisk mann i alderen av ca.33. Normalt tok det ca 24 til 28 timer til noen døde på korset. Selvfølgelig visste Pontius Pilatus om dette og derfor valgte fredag.

Rett før de skulle ta Jesus[as] ned fra korset, så de at han allerede var død og sjekket det ved å spyde ham på siden. Det sprutet ut blod. Men siden han fortsatt var i ”koma” lignende tilstand og ikke reagerte bekreftet de at han var død. Grunnet denne bekreftelsen lot de være å kappe av beina hans noe som var vanlig ved korsfestelse på fredager for å sikre vedkommendes død. Her er det viktig å merke seg at hvis Jesus[as] hadde vært død hadde det ikke kommet sprutende blod ut av kroppen. Det at soldatene trodde Jesus[as] var død må være et resultat av Jesus[as] sine bønner.

”Liket” til Jesus[as] ble da levert til Josef fra Arimatea (en av disiplene). Josef var rik og respektert mann og da han ba Pilatus om å få Jesus[as] sitt ”lik” fikk han lov til det. Han og andre disipler tok Jesus[as] med til et grav (stor nok til å ha plass til ca tre personer.) Her ble to av disiplene igjen med Jesus og smørte han med medikamenter for å helberede hans sår.

Deretter mener vi at Jesus [as] gikk videre til å finne og gi budskapet sitt til «tapte sauene av Israel» som vi vet befant seg i østen. På denne tiden var det bare to stammer av Israel den ene var Stammen av Judah og den andre Stammen av Benjamin. Av den grunn dro han til Østen for å rettlede den andre stammen og viste seg aldri mer i nærheten av Jerusalem.

Kilder:
1, 4, 8, 11, og 12: http://no.wikipedia.org/
2, 3, 5, 6, 7, 9, og 10: http://www.reviewofreligions.org/2927/a-study-of-the-origins-and-features-of-easter/

Påskedag: Påskedagen forklarer den kristne troen fordi Jesus[as] sin oppstandelse er en grunnpilar i kristendommen. Det sies at selv disiplene ikke skjønte Jesus [as] budskap før på påskedagen og dagene etter. Det sies at de første som fikk se Jesus[as] levende var kvinner, og deretter mennene.

Her kommer tradisjonen om påskeggen(12). Fordi egg betraktes som et symbol for et nytt liv. Det har et godt sammenheng med at Jesus[as] står opp fra de døde og går til himmelen. Spesielt ser vi den gulefargen som assosieres med solen som gir lys, varme og et tegn på våren.

Det er viktig å merke seg at ingen av disse tradisjonene er blitt dokumentert i Bibelen. Det er tradisjoner som har funnet sted opp gjennom årene, og blitt overført fra generasjon til generasjon.

Ahmadi syn

At Jesus[as] døde på korset er da et syn ifølge den kristne troen. Han[as] døde på grunn av at de skulle bli syndefrie. La oss nå gå videre og se hva vi Ahmadi muslimer mener angående Jesus[as] korsfestelse.

For å kunne forstå ahmadi syn må vi nesten begynne med å se på hele hendelsen fra da Jødene først kom til Pontius Pilatus angående Jesus[as]. Jeg kommer til å ta dette kort i denne anledningen. For de som vil vite mer viser jeg til den fjerde Kalifen[ra] sin bok ”Kristendommen-en reise fra fakta til diktning”.

Pontius Pilatus var guvernøren på den tiden. Jødene mente at Pontius Pilatus skulle gi ordre om å korsfeste Jesus[as]. Pontius Pilatus svarte med å nekte jødenes ønske og sa «jeg ser ingenting galt med denne personen, det finnes ingen grunnlag for at jeg skal gi ordre om å korsfeste denne mannen». Jødene ga seg ikke, og truet han med at hvis han ikke ga ordre om å korsfeste han vil han ikke lenger bli regnet som venn av Julius Cæsar.

Det er viktig å få med seg her at Pontius Pilatus’ hustru hadde en drøm, og fortalte Pontius Pilatus om sin drøm. Hun mente at de ikke skulle ha noe med denne mannen å

I noen kirker feires den først og fremst som festen for innstiftelsen av nattverden. Nattverdsfeiringen får dermed en spesielt fremtredende plass i tekster og bønner.
I liturgien er det vanlig å ha med fotvask, til minne om at Jesus [as] vasket disiplenes føtter før måltidet(7).

Den liturgiske fargen for skjærtorsdag er rød
i katolsk og protestantisk liturgi, fiolett i luthersk og hvit i ortodoks liturgi.

I den katolske kirke feires også normalt oljevigselsmessen på skjærtorsdag. I denne messen, som ble utskilt som en særskilt messe i 1955, velsigner biskopen de hellige oljer som brukes i kirkelige handlinger i løpet av det kommende år. Dette skjer i bispedømmets domkirke, med bispedømmets prester tilstede. Ved samme anledning fornyer presteskapet sine presteløfter(8).

I katolsk liturgi tjener også fotvasken til å feire Kristi innsettelse av disiplene som apostler i hans prestedømme. I noen land er man ikke bare nøye med å avgrense antallet til dem som fotvaskes til tolv (det var tolv disipler), men passer på at det er menn.

Langfredag: Feires til minne om Jesus[as] sin korsfestelse, og ifølge kristne Jesus[as] død. Dette er grunnpilaren i den kristne troen på grunn av at de tror at jesus[as] døde på korset for deres synder slik at de kunne bli tilgitt.

På denne dagen holder mange kirker gudstjenester. Disse gudstjenestene setter i fokus de ordene som Jesus sa mens han var på korset. «Eli, Eli, lama sbachthani» som betyr «Min Gud hvorfor har du forlatt meg»(9).

En annen tradisjon er å ære korset ved å kysse et krusifiks på Langfredag. Et krusifiks vil si en figur av Jesus[as] på korset(10).

Påskeaften: Påskeaften er lørdagen før påskedag. Tradisjonelt er det en dag hvor man ikke feirer noen liturgiske handlinger; i både katolsk og ortodoks tradisjon er den foreskrevet som en aliturgisk dag. Man sier gjerne at påskeaften er den dagen hvor kirken står samlet i sorg ved Kristi grav. Disiplene til Jesus[as] holdt seg denne dagen innendørs, fordi de var redde for å bli arresterte(11).

PÅSKEN- Kristent og Ahmadi syn

(Mehrin Hayat)

Kristne tradisjoner

I kristendommen er påsken sammen med julen den mest sentrale høytiden(1). Påsken er grunnpilar i den kristne troen siden den handler om Jesu Kristi lidelse, død og oppstandelse. Påsken begynner med palmesøndag, deretter kommer skjærtorsdag, langfredag, påskeaften og Påskedag.

Palmesøndag: I følge kristen tradisjon feires palmesøndag til minne om Jesus[as] innmarsj i Jerusalem. Jesus [as] ankom Jerusalem for å feire jødenes pesach (påske). Navnet «palme» kommer av at folk sto og viftet palmegrener for å hylle Jesus [as] [(2)].
De begynte ikke å feire palmesøndag før på 500 tallet da folket i Jerusalem samlet seg rundt biskopen på en oliven fjell. De begynte å gå mot kirken mens de hadde palmegrener i hendene. Fra Jerusalem har denne tradisjonen funnet sin vei inn til kirkene (3).
Den liturgiske fargen er rød, fordi Palmesøndag er den første festen for Kristi lidelse. Men i den lutherske kirken i Norge er fargen fiolett, slik også for skjærtorsdag og langfredag (4).
Neste tre dagene som da er mandag, tirsdag og onsdag handler om å reflektere de siste dagene til det jordiske livet til Jesus. Det meste skjer gjennom kirken. Kristne samler seg i kirken synger salmer, og leser bibelen. Hjemme hos den enkelte er det meningen at kristne skal bruke mer tid på bønn(5).

Skjærtorsdag: Skjærtorsdag feires hovedsaklig på grunn av fire ting(6).

1. Jesus [as] vasket føttene til disiplene
2. Siste måltid med disiplene som også kalles for nattverd
3. Jesus [as] ble tatt til fanget
4. Bredraggeri av Judas Iscariot, som hjalp til for å ta Jesus[as].

og han ble litt dårlig, men etter konferansen fikk han hentet seg inn igjen mens han fortsatte og ta del i menighetens arbeid.

Under oppholdet i London fikk Hudhoor[ra] også feiret Eid-ul-Adha. Denne dagen ble viktig både for Hudhoor[ra] og jama'at i London. Dette fordi ikke-ahmadi muslimer ble invitert; der ambassadører fra forskjellige land og ordfører av London også ble invitert. Hudhoor[ra] fikk anledning til å fortelle hvorfor Eid feires; han fortalte historien om Hadhrat Ismail[as] og hva vi kan få ut av denne historien. Deretter sammenlignet han det som står i Bibelen opp mot Koranen.

I august ble Hudhoors helse dårlig og legene anbefalte han å ta det med ro og hvile.

23. august ble det holdt en middagsselskap for Hudhoor[ra]. I dette selskapet var Londons ordfører, medlemmer fra stortinget, guvernør av Pakistan og pakistanske medlemmer fra FN tilstede. Hudhoor[ra] oppfordret i sin tale de pakistanske gjestene til å jobbe for landets beste og gjøre dem til lojale innbyggere. Hudhoor[ra] rådet de europeiske gjestene til å henvende dem mer og mer til Gud og prøve å unngå materialisme. Dersom dette skjer vil selv den mest destruerende våpen som atombombe kunne være et middel til å etablere fred.

En sveitsisk mann som var Hudhoors[ra] sjåfør under hele reisen ble så påvirket av Hudhoor[ra] under turen at han konverterte til Ahmadiyyat før Hudhoor[ra] dro tilbake til Pakistan.

Så kom den dagen da Hudhoor skulle si farvel til England og dra tilbake til Pakistan. Hudhoor landet i Karachi den 5. september 1955 og den 25. september var han tilbake i Rabwah.

Kilde: Silsila Ahmadiyyat, bind 2, side: 457-485. Skrevet av Dr Mirza Sultan Ahmad

25. juni tok Hudhoor[ra] og hans følge flyet tilbake til Tyskland, til byen Hamburg. Her besøkte Hudhoor[ra] en kjent nevrolog med navnet Dr Pette som jobbet på universitet i Hamburg. Han sa at Hazoor var på bedringens vei, men måtte ta det litt med ro ellers kunne helsen bli verre igjen. Der fikk han også besøk av en rapporter som ville ta bilde av Hudhoor[ra]. Disse bildene kom på trykk i avisen senere. En kjent kirurg også ble kontaktet angående knivdelen som fortsatt var i kroppen. Under undersøkelsen sa kirurgen at vevet rundt knivdelen hadde begynt å bygge seg opp igjen og kroppen hadde mer eller mindre godtatt den fremmede gjenstanden. Av den grunn ville det ikke være noe nytte i å operere det og det var best at det ble der den var.

2. juli 1955 tok Hudhoor[ra] båten til England. Den 3. juli ankom de London. 4. juli besøkte Hudhoor[ra] en kjent nevrolog fra London. Han tok en del prøver og ba Hudhoor[ra] ta det med ro. Disse dager skulle Hudhoor også holde en konferanse med ahmadi misjonærer fra Europa, Amerika, Afrika og den vestlige delen av Asia. Hudhoor[ra] sendte på forhånd et agenda om hva møtet skulle handle om samt spørsmål som skulle stilles. Dette gjorde han fordi han ville at alle misjonærer skulle være forbredt på dette møte og ha alt klart. Dette møte var delt i 5 deler over 3 dager. Hudhoor[ra] gikk gjennom rapporter fra de forskjellige landene, hvordan de jobbet, videre planlegging, oversettelse av bøker på morsmål og bygging og etablering av moskeer. I tillegg ble det laget en detaljert rapport om hvordan Islamsk budskap kunne raskest mulig nå hele verden og hvilke midler som måtte til for å oppnå dette målet. Grunnet mye arbeide under konfransen ble Hudhoors helse påvirket

Han fikk foreskrevet noen medisiner mot symptomene han fortsatt hadde etter anfallet. Professoren sa også at en del av kniven etter knivstikking episoden er blitt funnet i nedre delen av ryggraden og de skulle vurdere hvordan dette kunne bli behandlet. Videre ble det avtalt en time hos kjent nevrolog i Zurich. Der fant de også ut at Hudhoors[ra] tilstand var bedre etter paralysen og han ble anbefalt å hvile for å forebygge mot flere anfall. Det ble anbefalt minst 3 måneders hvile og deretter sakte men sikkert økning i arbeidsoppgaver. Den 5. juni 1955 inviterte Hudhoor[ra] de nye ahmadiene til et teselskap i et hotell og talte på engelsk. Dagen etter møtte en journalist fra en lokal avis ”Neue Zurcher Zeitung” Hudhoor[ra]. Her i Zurich var det også en tv-kanal som ville intervjue Hudhoor[ra] og dette intervjuet ble kringkastet. Dr Tilgenkamp var programlederen. Under dette intervjuet fikk Hudhoor anledningen til å si takk til dette landet som har gitt ham behandlinger som ikke var mulig å få i fattigeland. Hudhoor[ra] ble spurt om forskjellige ting og som svar på et spørsmål sa Hudhoor[ra] at han skulle besøke flere misjonshus i europa og hadde planer om å åpne misjonshus i bl.a. Italia og Frankrike. Videre fortalte han om velsignelser med Ramadan og hva religionen Islam innebærer. Det var første gang at noen Kalifa ble intervjuet på tv og denne muligheten ble skjenket den sveitsiske tv-kanalen.

> I Sveits ble den andre Kalifen[ra] intervjuet av en tv-kanal. Det var første gang at noen Kalifa fra Ahmadiyya menighet ble intervjuet på fjernsyn.

14. juni gikk reisen til Østerrike, og neste dag videre til Tyskland. Rundt klokken 1800 ankom de byen Newberg og skulle overnatte i hotellet Kaiserhof. Den 16. juni besøkte Hudhoor en kjent nevrolog fra universitet Erlangen. 18. juni gikk reisen ut fra Tysland og inn til Nederland der de rundt klokken 17 ankom byen Wassenaar.

24 juni holdt Hudhoor[ra] fredagspreken på engelsk i en halvtime. I sin fredagspreken fortalte han om oversettelsen av Koranen i nederlandsk og videre ga flere råd angående moskeen i Nederland. Etter asar bønnen oversatte en ny-ahmadi fredagsprekenen slik at andre ny konverterte ahmadier kunne få med seg innholdet.

også berørt. Følelsene kom fort tilbake etter behandling men etter råd fra leger og menigheten ble det bestemt at han skulle dra til Europa for å få bedre behandling.

23. mars dro han fra Rabwah til Lahore og planen var at han skulle dra derfra til Karachi og ta flyet til europa. Med mange bønner og offringer ble han sagt farvel fra folket i Rabwah. Han ble noen dager i Lahore før han reiste videre til Karachi. Mens han var i Karachi prøvde en liten gruppe hyklere fra Bangal å spre splittelse mellom Ahmadier. I tillegg begynte noen av ikke-ahmadier å trykke flere tekster i aviser, der de sa at Ahmadier var på vei mot splittelse og kalifen og familien hans flytter til europa. Hudhoor[ra] skrev da et brev til Ahmadier i Rabwah og oppfordret dem bl.a. til å ihukomme Gud veldig i disse dagene.

29. og 30. april startet hans reise til Europa. Reisen startet fra Karachi videre til Damaskus, som er hovedstaden i Syria. Hudhoors tilstand ble dårlig under reisen og flere av ahmadi medreisende prøvde at han skulle føle seg bedre. Oppholdet i Damaskus varte i en uke. Her ble helsen hans litt bedre. I Damaskus var spørsmålet om forbedring av misjonærarbeidet under vurdering. I tillegg ble det planlagt å bygge en skole. Den 7. mai reiste de videre til Beirut som er hovedstaden til Libanon. Etter en dags opphold i Beirut gikk reisen videre til Sveits.

Behandlingene hans skulle starte i Zurich, hovedstaden i Sveits. I Zurich bodde han i Bagonien Strasse nummer 2. Neste dag 10. mai 1955 ble Hudhoors[ra] tilstand vurdert av professor Rossier. Det var han som hadde hovedansvaret for hans behandlinger. Han foreslå noen tester før de kunne starte med behandlingene. De tok blodprøver og ICG. 12. mai besøkte Hudhoor[ra] en homøopat. Denne dagen følte Hudhoor[ra] seg ganske bra. Neste dag holdt Hudhoor[ra] Fredagspreken og ledet fredagsbønn. Han fortalte jamatens medlemmer om hvordan reisen hittil hadde vært og ba dem be for at meningen med denne reisen lykkes. Underveis kom det flere ahmadier for å besøke ham.

Etter at prøveresultaene kom ble det avtalt møte med legen der Hudhoor[ra] ble fortalt at paralyseanfallet var grunnet trombose i halsarterier, men hans tisltand var mye bedre nå.

Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmeds[ra] tur til Europa

(Seher Ahmed)

Hadhrat Mirza Bashiruudin Mahmood Ahmed[ra], ble født lørdag den 12. januar. 1889 i en liten by med navnet Qadian.

På den tiden var det helt vanlig at barn ble oppdratt av andre, fra en tidlig alder. Nesten som i form av det vi i dag kaller dagmamma. Hadhrat Musleh Maud[ra] ble også tatt vare på av en slik kvinne. Denne damen både passet på ham, stelte ham og ammet ham. Det viste seg etter hvert at denne damen var syk. Følgen av denne hendelsen ble katastrofe. Bakteriene fra morsmelken spredde seg til han[ra]. Så skjer det tragiske . I 13 lange år forblir ham syk. Samtidig får han en sterk og langvarig hoste. Legen fastslår at han er blitt alvorlig syk, og at det ikke er noe man kunne gjøre. Dette så ut til å være slutten på livet, men i følge Guds ord som var blitt lovet den utlovede Messias[as], skulle barnet ikke bare være begravet, men han skulle også få et langt liv, og slik ble det.

Gjennom livet ble han forfulgt og plaget på det verste av hans fiender. Disse motstanderne befant seg både i menigheten, og ellers blant utenforstående. Fiendene innenfor menigheten ble kalt Monafiq. Disse framstod som gode venner og oppriktige mennesker, men i virkeligheten er de ikke annet enn falske, hyklere og løgnere. Slike mennesker er griske, og vil ikke annet enn å benytte seg av enhver anledning til å ødelegge det gode i samfunnet.

I 1954 var Hadhrat Musleh Maud[ra] på vei hjem etter Asr-bønnen. Der ble han angripet bakfra med kniv. Følgen ble at han[ra] fikk et dypt sår i nakken, men Gud reddet ham fra døden. Han[ra] ble syk i en lang periode, men til tross for dette fortsatte han arbeidet i menigheten. Det var i denne perioden han skrev Tafsir-e-Saghir. Mot slutten av året begynte han å bli svakere og mer dårlig. Den 26. februar 1955 fikk han et anfall og hele venstre siden ble paralysert. Han fikk i tillegg problemer med å snakke siden tungen ble

husstanden skalv i frykt for hva som ville skje nå, for Hudhoor[as] hadde jobbet meget hardt med disse papirene. Det ble berettet for han at det var Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] som hadde brent papirene. Da smilte den utlovede Messias[as] og sa at noe godt hadde skjedd, visselig ville Gud at de skulle skrive noe enda bedre.

Men det var ikke slik at den utlovede Messias[as] alltid bare var mild. Når det gjaldt han og ting som påvirket kun hans vesen var han som regel mild, men når det kom til andre ting, ting som kunne påvirke sosial adferd var han streng og mild slik det passet seg for situasjonen.

Denne hendelsen er berettet av Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] selv[11], at han sto i døren til et rom og ropte på en hund ved å rope : 'Tipu tipu tipu'. Han var rundt åtte år da. Den utlovede Messias[as] var i rommet og kom ut i sinne og sa til sin sønn: ' Engelskmennene har kalt sine hunder for Tipu for å fornedre en muslimsk sultan. Han var en stor religiøs sultan som ofret sitt liv for sitt land, du burde vite bedre enn enn å fornedre han du også.'

Kilder:

1. Islamske grunntanker – Spørsmål 1, s. 12
2. Islamske grunntanker – Spørsmål 1, s. 19
3. Sura Al-Fadjr 89:28-31
4. Sura Al-Qijâmah 75:3
5. Islamske grunntanker, spørsmål 1, s.24
6. Essence of Islam, volume 3, s. 335-336
7. Sirat Swaneh Saeeda Nawab Mubarka Beghum Saheba S.48-49
8. Sirat Swaneh Saeeda Nawab Mubarka Beghum Saheba s. 47
9. Sirat Swaneh Saeeda Nawab Mubarka Beghum Saheba s. 41-42
10. Sirat Swaneh Saeeda Nawab Mubarka Beghum Saheba s.42-43
11. Sirat Swaneh Saeeda Nawab Mubarka Beghum Saheba s. 43-44

Det er viktig at vi alltid er sannferdige mot våre barn. Selv i lek og spøk burde vi ikke bruke løgn som et virkemiddel. Det som er spøk for oss vil et barnesinn forstå som løgn, og dette vil danne en mistro dypt i barnet mot foreldrene. Så vel som at vi vil introdusere løgn til barnet selv i en alder hvor barn ikke kan skille mellom når det er løgn og når det er spøk. Og denne forvirringen kan være lenge og bidra til svekket viktighet av ærlighet.

Eksempler fra den utlovede Messias[as] sitt liv

Denne hendelsen er berettet av nær venn av den utlovede Messias[as] [9],
En natt hørte jeg at Hadhrat Mirza Bashir-ud-din Mahmood Ahmad[ra] gråt. Han må ha vært rundt tre år. Og jeg så at den utlovede Messias[as] gikk rundt med han i sin fang og forsøkte å trøste han.
'Se en stjerne', sa Hadhrat[as], så sønnen stilnet litt. Men så begynte han å rope at han ville til stjerne og gråt like utrøstelig igjen. Tilslutt ble han sliten falt i søvn av seg selv.

En mann som den utlovede Messias[as] som var så opptatt, og trengte sårt den søvnen han kunne få, var rolig og utholdende med sin sønn. Han mistet aldri besinnelsen, og ventet bare til gråten gikk over, når han ikke klarte å trøste med noe annet enn sin nærhet. Det er et levende ekksempel på hvor glad han var i barn, hvor utholdene han var med dem.

Denne hendelsen er også berettet av en nær venn av den utlovede Messias[as] [10],
Den utlovede Messias[as] satt og jobbet med noen viktige dokumenter, mens han sønn lekte med en stor gruppe barn. Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] var da rundt fire år. Og mens barna lekte klarte Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] å sette fyr på noen viktige dokumenter den utlovede Messias[as] hadde jobbet med. Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] betraktet det hele som en lek og lenge sto han og barna og klappet og frydet seg og over flammene. Den utlovede Messias[as] var så opptatt at han ikke tok seg tiden til å se opp og legge merke til hva barna frydet seg så mye over. Tilslutt brant ilden seg selv ut, og barnas oppmerksomhet ble opptatt av noe annet. Mens Hudhoor[s] skrev trengte han noen andre papirer for referanse og kikket opp og ble da klar over de forkullede papirene. Han[as] spurte da hvem som hadde gjort dette. Hele

oss. Det vil påvirke vår holdning ovenfor våre barn, og når de finner oss fryktløse og stødige, vil de også i sin tid fatte tillit til oss, lytte mer til oss og finne glede i våre råd.

Den utlovede Messias[as] har sammenlignet å slå sine barn med polyteisme, flerguderi eller *sjirk*, og hans uttalelser om at han ønsker at foreldre heller skal be for sine barn har også vært knyttet opp mot dette.

En annen effekt våre bønner vil ha er at barna vil se hvordan vi takler utfordringer, og dette vil danne et mønster hos de, at de også søker seg til Gud for lite og stort. Dette vil hjelpe deres åndelig utvikling og vi vil være enda et skritt nærmere vårt mål.

Foreldre

Dere må huske at dere som foreldre er de nærmeste forbildene til deres barn. Og barn, selv uten modenhet, kan se alle sine foreldres sterke og svake sider. Svakheter har da alle, men vi kan ikke gi barna våre et urealistisk syn på svakheter. Det er viktig at barnet ser at det er bevissthet og utvikling rundt våre svake sider. Hvis man observerer dette hos sine foreldre vil man også vokse opp med sterk tro på at uansett alder er det ikke for sent å utvikle seg til høyere stadier av moral og åndelighet.
Det er viktig at foreldre er samkjørte. Barnas personlighet blir dypt preget av både mor og far. Barn vil i ung alder kunne se hvilke egenskaper foreldrene legger mest vekt på, hvilke verdier som er viktig for dem[7]. Hvis foreldrene her er samkjørte vil barnet få de gode verdine dypere inngravert i sin sjel.

Det sies at den utlovede Messias[as] overførte sine personlighetstrekk og sin kunnskap til sin sønn Hadhrat Musleh Maud[ra], slik en magnet overfører sin magnetiske kraft på andre metaller og drar dem til seg[8]. En slik gest krever tid. Det er viktig at vi gir barna våre tid. Slik at de lærer oss å kjenne, lærer de gode sidene å kjenne og kan utvikle forståelse for vår tro og hva som styrker oss i den, slik at de kan styrke sin egen tro ytterligere.

Kategori 2: Godhet, mot, sannferdighet, og utholdenhet. (Disse gjør et menneske istand til å gjøre godt.)

Hvis vi fra tidlig alder konsentrerer oss om å lære våre barn disse egenskapene, og lærer dem å utøve disse til rett tid på rett sted, kan vi hjelpe dem med å oppnå høy moralsk utvikling som vil hjelpe dem videre til å nå det tredje stadiet. Det stadiet som vår kjære profet har beskrevet som et mål enhver muslim burde strebe etter. I tillegg til dette er det viktig at våre barn også har så mye kunnskap om Gud at de forstår at skapelsen av dem ikke er ubetydelig eller meningsløs. En slik erfaring av Gud foredler sjelen og bare den kan føre til sanne moralske handlinger. Koranen forsikrer oss også at enhver handling bærer frukt, i denne verden gjennom åndelig lykke eller pine, og i den kommende gjennom en mer håndbegripelig belønning eller straff.

Den utlovede Messias[as], har fortalt oss, demonstrert for oss og etterlatt oss eksempler i sin egen oppførsel for å vise oss hvordan vi kan oppnå dette. Jeg vil videre beskrive noen av dem.

Den utlovede Messias[as] har sagt[6]:*'Jeg ber for mine barn og krever av dem at de følger et bredt sett av regler for oppførsel og ingenting mer. Utover dette stoler jeg fullt og fast på Gud Almektig med den tilliten at frøet av godhet iboende i hver av dem vil blomstre på sin rette tid.'*
Og:
'Jeg skulle ønske at, i stedet for å straffe barn, ville foreldrene ha tydd til bønn. Dette bør gjøres til en vane å påkalle oppriktig for sine barn, for de bønner påkalt av foreldre på vegne av sine barn møtes med spesiell aksept.'

Det kan ikke her understrekes nok hvilken viktighet det har at vi oppriktig ber for våre barn. Ingen bagateller er for små til å be om dem. Gud har skjenket oss en stor gave i bønn, som forhindrer oss fra å føle oss maktesløse. Hvis vi ber regelmessig for våre barn, og bektrakter i hverdagen vår Gud som vår allierte, vil vi til enhver tid ha større ro over

søker Koranen å forbedre denne graden av moral ved å regulere menneskets adferd og handlinger, og således gjør disse til høye moralske egenskaper. Begge disse forandringene hører til samme stadium i utviklingen, men det er snakk om gradsforskjell. Første steg til åndelig fullkommenhet er at vi bruker alle våre moralske egenskaper på rett tid til rett sted. Og nettopp dette burde være nøkkelen til vår oppdragelse. At vi lærer våre barn å utvikle disse moralske egenskapene, og bruke dem til rett tid på rett sted.

Moralsk egenskap

Vi må først vite hva en moralsk egenskap er. La meg demonstrere gjennom noen eksempler vår kjære Profet[saw] selv har gitt oss[5].

'Den hengivenhet og lydighet en hund, et lam eller andre husdyr viser overfor sin herre, kan ikke betraktes som høflighet eller gode manerer. Heller ikke kan en ulvs eller en løves villskap klassifiseres som dårlig oppførsel. Det vi kaller gode eller dårlige manerer, er alltid et resultat av fornuftig overveielse som finner sted også under hensyn til tid og sted.'

'Sannheten er at tilsvarende enhver ytre handling er der en indre egenskap som betegnes moralsk når den utøves på rette tid og sted. Gråter man, er f.eks. den ytre handlingen at det renner tårer fra øynene. Men i hjerte er det da en myk egenskap som vi kan kalle mildhet, og som når den brukes på rett vis av en moralsk person, en del av en høy moral. Videre kan et menneske bruke sine hender til å vegre seg mot eller motsette seg sin fiende, og tilsvarende denne ytre kraft vil det da i hjertet være den egenskapen vi kaller mot. Dette er også en høy moralsk egenskap som et mennesket nødvendigvis må være i besittelse av for å oppnå fullkommenhet.'

Moralske egenskaper faller inn under to kategorier:

Kategori 1: Kyskhet, ærlighet, fredsommelighet, høflighet og tilgivelse. (Disse er egenskaper som gjør en person istand til å avstå fra det onde)

Nei, jeg vil ikke tro det. Akkurat som en foreleser ikke kan være med inn på eksamen og avgi denne for oss, kan ikke vi som foreldre leie ungen vår inn i dette stadiet. Dette stadiet krever personlig erfaring, det krever personlig indre vekst som skjer i samsvar med tiden og indre modenhet velsignet av Gud. Dette stadiet må oppnåes alene i et forhold med Gud.

Som foreldre må vi da jobbe for at våre barn har den selvdisplinen og kunnskapen det kreves for å nå de høyder Gud har fastsatt for dem. Vi kan hjelpe dem et godt stykke på vei inn i stadiet nr 2, og hjelpe dem med å forstå det moralske aspektet for sjelen. Vi kan være der for dem når de snubler ved denne terskelen (slik et barn gjør før det lærer å gå), for å dempe fallet deres og skape en felles kultur som fremmer de gode vanene. Vårt mål må være å gi dem det sterkeste grunnlaget de kan ha, for at de på egenhånd skal klare å oppnå det tredje stadiet av sjelen.

Det moralske stadiet

For å se nærmere på hva vi kan hjelpe våre barn med å oppnå må vi gå dypere inn i forståelsen av det andre stadiet:
Det moralske stadiet, Nafs-e-lawwama, den selvanklagende sjelen.

Koranen sier:
'Atter nei! Jeg kaller til vitne sjelen som anklager seg selv.'(75:3)[4]
Når Gud kaller den selvanklagende sjelen til vitne viser det hvor stor anseelse den har. Dette er fordi forandringen fra den ulydige til den selvanklagende sjel er et sikkert tegn på forbedring og renselse. Dette gjør sjelen fortjent til annerkjennelse i Guds øyne.

Den selvanklagende sjelen, herved kalt samvittigheten, bebreider menneskene det onde de gjør, og holder igjen utemmede lidenskaper og dyrisk begjær. På dette stadium ivrer sjelen etter å nå moralsk fullkommenhet. Slik starter prosessen på det laveste punktet i menneskets utvikling. Først trekkes der en skille mellom menneske og de lavere stående vesen ved at Gud lærer de elementære regler, altså det vi kan kalle sosial adferd. Deretter

Tanker om barneoppdragelse inspirert av den utlovede Messias[as]

(Umera Noshin Chaudhry)

Hva er målet med barneoppdragelsen vår? Det kan være at vi ønsker at ungen vår skal være et godt menneske, en ressurssterk person, lykkes med studier og jobb. At barnet vårt lykkes i livet. Som en muslimsk mor ber jeg for at sønnen min skal være en god muslim. Men hva betyr det å være god muslim?

Den utlovede Messias[as] beskriver i henhold til Koranen 3 stadier for mennesker. Menneskets fysiske, moralske og åndelige stadier[1].

Det fysiske stadiet beskriver der hvor menneskets fysiske eksistens begynner. Nafs-e-ammara som betyr den ukontrollerte sjelen, eller sjelen som er tilbøyelig til det onde.
Det moralske stadiet, Nafs-e-lawwama, beskriver den selvanklagende sjelen. Her utvikler man kontroll over sine lidenskaper og naturlige drifter og lærer å styre dem med fornuft istedefor å bli styrrt av disse instinktene. Her har vi utviklet et moralsk kompass i form av vår egen samvittighet, som hjelper oss å holde oss på riktig kurs.
Det tredje stadiet, er også betegnet som Islam[2] . Nafs-e-mutmainna, sjelen som har funnet fred. På dette stadiet er sjelen befridd for all svakhet, skrøplighet og er omgjerdet med åndelig styrke. Den er fullstendig forenet med Gud og kan ikke eksistere adskilt fra Han.

For dette stadiet sies det i Koranen:

'Å du sjel som har funnet fred og ro (og som er fullt ut tilfreds med din Herre), vend tilbake til din Herre, idet du har funnet tilfredshet i Ham og Han har velbehag i deg. Tre da blant Mine tjenere, og tre inn i Mitt paradis.' (89:28-31)3
Enhver muslim burde strebe etter dette stadiet, og dette kan da kalles et personlig mål for oss alle, men er dette da også målet for vår barneoppdragelse?

Utdrag fra den hellige Koranen

(kap. 62, vers 1-4)

I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١

(Alt) det som befinner seg i himlene og på jorden lovpriser Allah, Kongen, den Hellige, den Allmektige , den Allvise

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢

(Det er) Ham, som oppreiste blant de analfabetiske (araberne) et sendebud fra deres egne rekker, som foreleser dem Hans tegn og renser dem og lærer dem Boken og (dens) visdom, og det skjønt de tidligere var i åpenlys villfarelse.

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣

(Han vil også oppreise Sitt sendebud) blant andre av dem som ennå ikke har sluttet seg til dem, og Han er den Allmektige, den Allvise.

Leder

I år fyller profetien om Musleh Maud 127 år. Profetien går ut på at den utlovede Messias[as] skulle bli skjenket en sønn som ville bli den utlovede reformatoren og være begavet med mange kvaliteter. Året var 1944 da Hadhrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] kunngjorde at det var han profetien handlet om. Vi er alle godt kjent med hvor stor utvikling Jama'at Ahmadiyya gikk gjennom under hans Kalifat og dette var kun resultat av hans ustoppelig anstrengelse. Under hans tid ble det etablert menigheter rundt omkring i verden, og den hellige Koranen ble oversatt til flere språk. Den administrative strukturen og de forskjellige organisasjoner vi kjenner til i dag i menigheten ble også etablert av den andre kalifen.

I de siste dagene mens jeg har jobbet med denne utgaven av Zainab har jeg lest en del om Hadhrat Mosleh Maud[ra]. Spesielt var det en ting som jeg helt tilfeldig leste og som gjorde stort inntrykk på meg. Dette må jeg dele med dere, tenkte jeg. Denne er berettet av Sahabzada Mirza Muzaffar Ahmed Sahab.
Han skriver: "Hver gang Jama'at gjennomgikk en krise eller noen slags problemer sluttet han (Hadhrat Mosleh Maud) å sove i sin seng og heller pleide å legge seg på gulvet mens han hele tiden ba for Jama'aten; helt til Gud forsikret ham suksess eller forklarte han løsningen på problemet. Til tider ved slike anledninger hendte det at han følte en myk snev av en kvist og en elskverdig stemme som oppfordret ham til å komme seg opp og sove i sengen." (Al-Nahl, vår 1995)

Denne viser hans lidenskap for Jama'at, hans kjærlighet for Gud og tillit til bønn. Måtte Allah hjelpe oss til å følge i hans fotspor og føre de minneverdige tjenestene hans videre. Amin.

Jeg har nylig fått ansvaret som Zainabs redaktør (norsk del) og skal prøve å gjøre mitt beste for å gjøre denne oppgaven på best mulig måte. Send oss gjerne deres forslag og råd slik at vi kan forbedre oss.

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Januar/Februar/Mars 2013 - nr 2
Hidjri år:1434

Innholdsfortegnelse

Lederens ord 3

Utdrag fra den hellige Koranen 4

Tanker om barneoppdragelse inspirert av den Utlovede Messias[as] 5

Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmeds[ra] tur til Europa 12

PÅSKEN- Kristent og Ahmadi syn 17

Fastspalte: Helse 21

Tur til Kristiansand 23

Fastspalte: Barnesiden 26

Små godbiter 27

Nasjonal Amir: Zartasht Munir Khan
Leder Ladjna Imaillah: Bushra Khalid
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat, Zainab komite

Kontaktinformasjon:
Bait-un-Nasr moske, tlf: 22325859 fax: 22437817
Adresse: Søren Bullsvei 1 E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com
1001 Oslo

Zainab

Lajna Imaillah Norge

Årgang 2: januar, februar, mars 2013